فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۱ اور حق کو

بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

جھٹلائے ۲ جب اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ

ٹھکانا نہیں ۳ اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

تصدیق کی ۴ یہی ڈر والے ہیں ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس ۵

ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ

نیکوں کا یہی صلہ ہے ۶ تاکہ اللہ ان سے اتار دے ۷ برے سے

الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ

برا کام جو انہوں نے کیا تھا اور انہیں ان کے ثواب کا صلہ دے اچھے سے اچھے کام پر

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ

جو وہ کرتے تھے ۸ کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں ۹ اور

يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے ۱۰ اور جسے اللہ گمراہ کرے ۱۱

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ

اس کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے ۱۲ اسے کوئی بہکانے والا نہیں ۱۳

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے والا نہیں اور اگر تم ان سے پوچھو

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ

آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے ۱۴ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ

۱۔ اس طرح کہ اللہ کے لئے اولاد یا شریک ثابت کرے پھر کہے کہ ہم کو رب نے یہی حکم دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جھوٹ قولی بھی ہوتا ہے' عملی بھی' اعتقادی بھی۔ مگر سب سے بڑا جھوٹ اعتقادی ہے ۲۔ صدق و حق سے مراد یا قرآن شریف ہے کیونکہ اس کی ہر آیت حق ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضور کی ہر ادا حق' ہر کام حق' ہر کلام حق۔ باطل وہاں تک پہنچ سکتا ہی نہیں ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اوروں کو جھٹلانا گناہ ہے۔ حضور کو جھٹلانا کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ دوزخ میں ٹھکانا صرف کفار کا ہے۔ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو عارضی طور پر جائے گا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق بڑے درجہ والے ہیں۔ صواعق محرقہ میں بروایت ابن عساکر فرمایا کہ حضرت علی کی قراءت یوں ہے۔ وَالَّذِیْ صَدَّقَ بِہٖ اور حضرت علی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ سچائی لانے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں ۵۔ سبحان اللہ! اپنے حبیب کے لئے فرمایا کہ آپ کو رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور ابوبکر صدیق کے لئے فرمایا۔ لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ دوسری جگہ فرمایا۔ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق مظہر محبوبیت مصطفیٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۶۔ لِیُکَفِّرَ کا تعلق محسنین سے ہے۔ معنی یہ ہیں کہ یہ بدلہ ان لوگوں کو ملے گا جو اس لئے نیکیاں کرتے ہیں کہ ان کی خطائیں معاف ہو جائیں نہ کہ ریا کے لئے (روح) ۷۔ اسلام لانے سے پہلے بے خبری کی حالت میں یا اسلام لانے کے بعد جو لغزشیں اور خطائیں ان سے سرزد ہوئیں۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ صدیق اکبر سے کون سے برے کام سرزد ہوئے ۸۔ یعنی حضرت صدیق کی اسلام سے پہلے والی ساری خطائیں معاف اور ساری نیکیاں قبول۔ بلکہ معمولی نیکیاں بھی قبولیت کے اعلیٰ درجہ میں ہیں (روح) ۹۔ یہ سوال انکاری ہے اور بندے سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس میں حضور کو تسلی دی گئی کہ کفار آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ ہم آپ کو کافی ہیں ۱۰۔ شان نزول: کفار حضور کو اپنے بتوں سے ڈراتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ ان کی برائی بیان نہ کیا کریں ورنہ وہ آپ کو نقصان پہنچادیں گے۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ آیت دوبار نازل ہوئی۔ ایک بار حضور کے لئے دوسری بار خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ حضور نے انہیں وہ درخت کاٹنے بھیجا جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ جب اس درخت کے پاس پہنچے تو کفار بولے کہ اس میں ایک دیو رہتا ہے' وہ آپ کو دیوانہ کر دے گا۔ آپ نے بغیر پروا کئے درخت کاٹ دیا۔ اس کی جڑ میں ایک بدشکل آدمی تھا جو نکل کر بھاگ گیا ۱۱۔ اس طرح کہ اس کی بد عملیوں کے سبب اس میں گمراہی پیدا فرمادے۔ جیسے ذبح کے سبب رب تعالیٰ جانور میں موت پیدا فرمادیتا ہے ۱۲۔ ہدایت سے مراد نور ایمانی ہے جو رب کی طرف سے مومن کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ پیغمبر کی اطاعت پر آمادہ ہوتا ہے اور بروں سے دور بھاگتا ہے۔ یہ نور خاص کرم الٰہی ہے جسے یہ نور نصیب ہو جائے وہ کبھی بھٹک نہیں سکتا۔ ۱۳۔ اس آیت میں وہ کفار مراد ہیں جو رب تعالیٰ کی ہستی کے قائل تھے اور اسے خالق و مالک مانتے تھے۔ پھر اپنے بتوں کو بعض چیزوں میں رب کے برابر مان کر ان کی بھی پوجا کرتے تھے۔ لہٰذا مشرک تھے۔ رب فرماتا ہے ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ اور وہ خود قیامت میں بتوں سے کہیں گے۔ اِذْ نُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ

جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ اس کی

هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ

بھیجی تکلیف ٹال دیں گے یا وہ مجھ پر مہر فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی

مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ

مہر کو روک رکھیں گے ۱؎ تم فرماؤ اللہ مجھے بس ہے ۲؎ بھروسے والے اس پر

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ

بھروسا کریں تم فرماؤ اے میری قوم اپنی جگہ کام کئے جاؤ ۳؎

اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

میں اپنا کام کرتا ہوں تو آگے جان جاؤ گے ۴؎ کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے

يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

رسوا کرے گا ۵؎ اور کس پر اترتا ہے عذاب ۶؎ کہ رہ پڑے گا ۷؎ بیشک ہم نے تم پر یہ کتاب

الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ

لوگوں کی ہدایت ۸؎ کو حق کے ساتھ اتاری ۹؎ تو جس نے راہ پائی تو اپنے بھلے کو

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

اور جو بہکا وہ اپنے ہی برے کو بہکا ۱۰؎ اور تم کچھ ان کے ذمہ دار

بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ

نہیں ۱۱؎ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت ۱۲؎ اور جو نہ

لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ

مریں انہیں ان کے سوتے میں ۱۳؎ پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے ۱۴؎

وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور دوسری ایک میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے ۱۵؎ بیشک اس میں ضرور نشانیاں

ع ۴

ا۔ ان مشرکین عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ اگرچہ خدا کی بھیجی ہوئی مصیبت کو ہمارے بت ٹال نہیں سکتے مگر ساتھ ہی کہتے تھے کہ وہ خدا پر دھونس دے کر اس سے ٹلوا سکتے ہیں کیونکہ رب کو ان کی مدد کی ایسی ضرورت ہے جیسے بادشاہ کو وزراء کی ان کے اس عقیدے کا رد اس آیت میں ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ لہٰذا اس آیت کا انبیاء کرام اور ان کی شفاعت سے کوئی تعلق نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کی مدد بھی رب ہی کی مدد ہے کہ اس کے ارادے سے ہے لہٰذا اس آیت میں اور اس آیت میں تعارض نہیں۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی آپ کو اللہ اور آپ کی اطاعت کرنے والے مومن کافی ہیں ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کو اپنی قوم کہنا جائز ہے مگر اس سے مراد ملکی یا نسبی قوم ہوگی نہ کہ دینی قوم۔ دوسرے یہ کہ تبلیغ نرمی سے چاہیے کہ ان خونخواروں کو قوم فرما کر تبلیغ فرمائی گئی۔ تیسرے یہ کہ ہر امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا۔ دیکھو یہاں اعملوا امر ہے مگر نہ وجوب کے لئے ہے نہ اباحت کے لئے بلکہ عتاب اور غضب کے اظہار کے لئے یعنی جو ہو سکے میرا کر لو ۴۔ کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون۔ یہ جاننا یا تو دنیا میں ہوگا جہادوں کے موقعہ پر یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں عذاب الٰہی دیکھ کر ۵۔ رسوائی کے عذاب سے یا بدر کے دن کا عذاب مراد ہے یا حشر کا عذاب۔ دوسری صورت میں اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ گنہگار مسلمان کو رسوا نہ فرمائے گا۔ وہاں کی رسوائی کفار کے لئے خاص ہے۔ ۶۔ رب تعالیٰ کی طرف سے ۷۔ یعنی عذاب دوزخ جو کفار پر ہمیشہ رہے گا ۸۔ نہ کہ تمہاری ہدایت کو کیونکہ تم تو نزول قرآن سے پہلے ہی ہدایت یافتہ تھے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی ہدایت نزول قرآن پر موقوف نہیں۔ آپ قرآن کریم کے عارف پیدا ہوئے' دوسرے یہ کہ حضور نے قرآن کی کوئی آیت لوگوں سے چھپائی نہیں ۹۔ یہاں اَنْزَلْنَا نَزَّلْنَا کے معنی میں ہے کیونکہ انزال کے معنی ہیں ایک دم سب اتارنا اور حضور پر قرآن کریم ۲۳ سال میں اترا۔ یا اس اتارنے سے وہ اتارنا مراد ہے جو حضرت جبریل ہر رمضان میں ایک بار حضور کو سارا قرآن سنایا کرتے تھے' معلوم ہوا کہ حضور پر قرآن کئی بار نازل ہوا۔ اَنْزَلْنَا اور نَزَّلْنَا آیات میں تعارض نہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری ہدایت یا گمراہی کا نفع نقصان خود ہم کو ہے' حضور اس سے غنی ہیں اگرچہ ہماری ہدایت سے ثواب حضور کو ملتا ہے لیکن وہ اس کے حاجت مند نہیں ۱۱۔ کیونکہ آپ نے تبلیغ میں کوتاہی نہ کی۔ مجرم اولاد کے گناہوں کی پوچھ ماں باپ سے جب ہوتی ہے جب وہ اس کی تعلیم میں کوتاہی کریں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۲۔ جان سے مراد روح ہے اور وفات سے مراد قبض روح یعنی موت کے وقت اللہ تعالیٰ جسم سے روح کو قبض فرما لیتا ہے کہ وہ جسم کی پرورش نہیں کرتی ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سونے کی حالت میں ایک روح نکل جاتی ہے جس سے ہوش و حواس قائم ہیں۔ یاد رہے کہ انسان میں دو روحیں ہیں۔ ایک مقامی یا سلطانی' دوسری سیلانی۔ پہلی روح سے زندگی قائم ہے' دوسری سے ہوش و حواس پہلی روح موت کے وقت نکلتی ہے' دوسری نیند میں ۱۴۔ کہ اسے واپس نہیں بھیجتا بلکہ نیند میں موت دے دیتا ہے۔ ۱۵۔ اس طرح کہ لوگ مرتے وقت تک برابر سوتے جاگتے رہیں گے۔ اور بوقت موت دائمی نیند سو جائیں گے۔

١۔ اور سوچیں کہ جو سونے کے بعد جگا سکتا ہے وہ مرنے کے بعد زندہ بھی کر سکتا ہے یعلوم ہوا کہ قیاس شرعی برحق ہے ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ بت وغیرہ شفیع من دون اللہ ہیں اور انبیاء صالحین شفیع من اللہ، شفیع من دون اللہ کو ماننا کفر ہے اور شفیع من اللہ کو ماننا ایمان۔ جیسے ولی اللہ اور ولی من دون اللہ ٣۔ کہ بت نہ شفاعت کے مالک ہیں نہ کسی کے نفع نقصان کے پھر ان کی پرستش کیسی ٤۔ کہ جسے چاہے شفاعت کی اجازت دے۔ جب اس نے بتوں کو اس کی اجازت نہ دی۔ تو وہ شفاعت کیسے کرسکتے ہیں۔ ٥۔ مومنوں کو خوشی سے کافروں کو مجبوراً "۔ اسی لئے بزرگوں کی وفات کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے مومن کی موت محبوب کا وصال ہے، کافر کی موت فراق، ٦۔ یعنی توحید کے ذکر سے ان کے دل بگڑتے ہیں جس کا اثر چہروں پر ظاہر ہوتا ہے ٧۔ رب کے سوا سے مراد کفار کے بت ہیں نہ کہ انبیاء و اولیاء ٨۔ اس قُلْ سے معلوم ہوا کہ دعا کے لئے زبان پاک چاہیے۔ دعا کے الفاظ بھی اعلیٰ ہوں اور زبان بھی کامل یعنی اے محبوب یہ دعا تم اپنی زبان سے ادا کرو۔ اور پھر تمہارے بتائے دوسرے ادا کریں۔ اس سے اشارۃً" یہ بھی معلوم ہوا کہ دعاؤں وظیفوں کے اثر کے لئے کسی صاحب اثر کی اجازت چاہیے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ ان سب سے یہ فائدہ حاصل ہوتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ دعاء ماثورہ غیر ماثورہ سے افضل ہے۔ ٩۔ حضرت سعید ابن مسیب سے منقول ہے کہ یہ آیت پڑھ کر جو دعا مانگی جائے، قبول ہو گی انشاء اللہ۔ معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے حمد الٰہی سنت انبیاء ہے ١٠۔ ظالموں سے مراد کفار ہیں۔ یعنی کفار کا دوزخ کا عذاب ایسا سخت ہو گا کہ اگر ان کے پاس اس دن تمام دنیا کے خزانے ہوں اور ان کے فدیہ سے وہ عذاب کم ہو سکے تو یہ لوگ وہ بھی دے دیں۔ ١١۔ تاکہ یہ مال دے کر رب کے عذاب سے بچ جاویں۔ یعنی کفار کا بخل صرف دنیا میں ہے، وہاں عذاب دیکھ کر بخل بھول جائیں گے۔ یہاں زکوٰۃ بھاری ہے وہاں سب دینے پر تیار ہوں گے۔

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ہیں سوچنے والوں کے لئے ١؎ کیا انہوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی

شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٣﴾

بنا رکھے ہیں ٢؎ تم فرماؤ کیا اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں ٣؎

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

تم فرماؤ شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے ٤؎ اسی کیلئے ہے آسمانوں اور

الْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ

زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے ٥؎ اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا

اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ

ہے دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے

وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٥﴾

اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے ٦؎ جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ

تم عرض کرو ٨؎ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے نہاں اور عیاں کے

وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا

جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ

اختلاف رکھتے تھے ٩؎ اور اگر ظالموں کے لئے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے ١٠؎

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ

سب اور اس کے ساتھ اس جیسا تو یہ سب چھڑائی میں دیتے روز قیامت کے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا

برے عذاب سے ١١؎ اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو انکے خیال

۱۔ یعنی ایسے عذاب دیکھے جو ان کے خیال و گمان سے وراء تھے یا جن نیکیوں پر انہیں بھروسہ تھا وہ کام نہ آئیں کیونکہ قبول اعمال کی شرط ایمان ہے یا جن بتوں کا بھروسہ تھا وہ سب منہ پھیر گئے۔ غرضیکہ اس آیت کی بہت تفسیریں ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ کفار کے گناہ وہاں موجود ہوں گے اور نیکیاں ختم ہو چکی ہوں گی کیونکہ کفر نیکیاں برباد کر دیتا ہے ۳۔ یعنی جن عذابوں کا ذکر حضور سے سن کر وہ مذاق اڑاتے تھے وہ تمام عذاب سامنے آ جائیں گے بلکہ مرتے وقت ہی بہت کچھ کھل جائیں گے ۴۔ آدمی سے مراد یا کافر ہے۔ یا غافل ہے۔ عاقل ہمیشہ رب کے آستانہ پر سر رکھتا ہے ۵۔ یعنی دولت کی فراوانی میری ہنرمندی کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے'

يَحْتَسِبُونَ ﴿٤٧﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ

میں نہ تھی ۱ اور ان پر اپنی کمائی ہوئی برائیاں کھل گئیں ۲ اور ان پر

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤٨﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ

آ پڑا وہ جس کی ہنسی بناتے تھے ۳ پھر جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے ۴

ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ

تو ہمیں بلاتا ہے پھر جب اسے ہم اپنے پاس سے کوئی نعمت عطا فرمائیں کہتا ہے

اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

یہ تو مجھے ایک علم کی بدولت ملی ہے ۵ بلکہ وہ تو آزمائش ہے مگر ان میں بہتوں کو

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ

علم نہیں ۶ ان سے اگلے بھی ایسے ہی کہہ چکے ۷ تو

اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَاَصَابَهُمْ

ان کا کمایا ان کے کچھ کام نہ آیا ۸ تو ان پر پڑ گئیں

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَآءِ

ان کی کمائیوں کی برائیاں ۹ اور وہ جو ان میں ظالم ہیں ۱۰

سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٥١﴾

عنقریب ان پر پڑیں گی ان کی کمائیوں کی برائیاں اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

کیا انہیں معلوم نہیں ۱۱ کہ اللہ روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگ

وَيَقْدِرُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾

فرماتا ہے ۱۲ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا

تم فرماؤ ۱۳ اے میرے وہ بندو ۱۴ جنہوں نے ۱۵ اپنی جانوں پر زیادتی کی ۱۶ اللہ کی رحمت سے

کیونکہ بہت ہنرمند فقیر اور بے ہنر امیر ہوتے ہیں ۶۔ دولت دنیا کافر کے لئے رب کی ڈھیل بلکہ عذاب ہے اور مومن کے لئے اس کے شکر کا امتحان' رب تعالیٰ کبھی مصیبت سے آزماتا ہے کبھی راحت سے ۷۔ چنانچہ قارون کا یہ قول خود قرآن کریم میں منقول ہے۔ فرعون و شداد وغیرہ بھی اسی بھول میں تھے۔ ۸۔ بلکہ مال ان کے لئے وبال بن گیا۔ جو چیز رب سے غافل کرے' وہ وبال ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان غنی کے خزانہ کا مال دے نہ کہ قارون کے خزانہ کا ۹۔ اس طرح کہ اس مال کے ذریعہ سے ان پر گناہوں کے دروازے کھل گئے اور آخر کار مال انہیں لے ڈوبا۔ معلوم ہوا کہ مومن کا مال عبادتوں کے دروازے کھولتا ہے' اور کافروں کا مال گناہوں کے دروازے ۱۰۔ یہ کفار مکہ میں سے جو حضور کے زمانہ میں موجود ہیں' ان کا بھی یہ ہی حال ہو گا ۱۱۔ یعنی ضرور معلوم ہے۔ کیونکہ کبھی بے ہنر مالدار اور ہنرمند فقیر ہوتے ہیں۔ نیز ایک ہی آدمی کبھی غنی ہوتا ہے کبھی فقیر۔ معلوم ہوا کہ ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہے ۱۲۔ دنیا کی دولت بارش کے پانی کی طرح ہے۔ کہیں زیادہ کہیں کم۔ اور ایک ہی جگہ کبھی زیادہ کبھی کم۔ جیسے بارش ہمارے ہی قبضہ میں ہے ایسے ہی تمہاری دولتمندی و فقیری ہمارے ہی قبضہ میں ہے اس سے دھوکا نہ کھاؤ۔ ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام مسلمان حضور کے بندے اور غلام ہیں۔ دوسرے یہ کہ عبد کو غیر اللہ کی طرف نسبت کر سکتے ہیں۔ مگر اس وقت عبد کے معنی غلام ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ صاحب درمختار کے شیخ کا نام عبدالنبی تھا۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں۔ كُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ میں حضور کا عبد یعنی خادم تھا۔ اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو ۱۴۔ یہاں یہ ہی ترجمہ بہتر ہے کہ اے میرے بندو یعنی نبی کے بندے' کیونکہ اگر اللہ کے بندے مراد ہوں تو یقول اللہ پوشیدہ ماننا پڑتا ہے کہ اس سے پہلے قل آ چکا۔ نیز پھر اس میں کفار بھی شامل ہو جاویں گے۔ کیونکہ وہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور انہوں نے زیادتی بھی کی ہے حالانکہ کفار خارج ہیں ۱۵۔ اس سے مراد مومن گنہگار ہے نہ کہ کافر' کیونکہ کافر اگرچہ اللہ کا بندہ تو ہے مگر رسول اللہ کا بندہ اور غلام نہیں اور یہاں رسول اللہ کے بندوں غلاموں سے خطاب ہو رہا ہے۔

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اسلام کی برکت سے کفر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' دوسرے یہ کہ اسلام سے کفر کے زمانہ کے حقوق معاف نہیں ہوتے۔ لہٰذا کافر اسلام لا کر بھی کفر کے زمانہ کا قرض ادا کرے گا۔ ذنوب اور ہیں' حقوق کچھ اور ۲۔ (شان نزول) نمبر ا بعض مشرکین نے حضور سے سوال کیا کہ آپ کا دین تو برحق ہے لیکن اگر ہم مسلمان ہو جاویں تو کیا ہمارے زمانہ کفر کے گناہ معاف ہو جاویں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خزائن)۔ نمبر ۲ حضرت وحشی جو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں' انہوں نے حضرت نبی پاک کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اگر میں ایمان قبول کرلوں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے تب

مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ

ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے لے

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾ وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ وَ

بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ٹ اور اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ تہ

اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ

اور اس کے حضور گردن رکھو ہے قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر

لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ

تمہاری مدد نہ ہو ہ اور اس کی پیروی کرو جو اچھی سے اچھی تمہارے رب سے تمہاری

رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ

طرف اتاری گئی ہے قبل اس کے کہ عذاب تم پر اچانک آجائے ہے اور تمہیں

لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی

خبر نہ ہو کہ کہیں کوئی جان یہ نہ کہے کہ ہائے افسوس ان تقصیروں

مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ

پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کیں ہ اور بے شک میں ہنسی

السّٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ

بنایا کرتا تھا ہ یا کہے اگر اللہ مجھے راہ دکھاتا ہ تو میں

مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَى الْعَذَابَ

ڈر والوں میں ہوتا یا کہے جب عذاب دیکھے

لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰی قَدْ

کسی طرح مجھے واپسی ہے تو میں نیکیاں کروں لہ ہاں کیوں نہیں

جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ

بے شک تیرے پاس میری آیتیں آئیں تلہ تو تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو

یہ آیت آئی (روح) ۳۔ توبہ کرو' کافر اسلام لا کر' گنہگار گزشتہ پر نادم ہو کر' نیک کار یہ سمجھ کر کہ میری عبادت اس دربار کے لائق نہیں۔ غرضیکہ سب رجوع کریں ۴۔ کہ اخلاص کے ساتھ اس کی فرمانبرداری کرو ۵۔ اس سے دنیا کی سزائیں مراد ہیں یا قبر کی یا آخرت کی ۶۔ ماشاء اللہ بہت نفیس ترجمہ ہے۔ یہاں اضافت بیانیہ ہے کیونکہ سارا قرآن کریم ہی اچھا واجب العمل ہے۔ ۷۔ اس عذاب سے مراد جنگوں میں شکست' قحط' وباء وغیرہ ظاہری عذاب ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ موت مراد ہو کہ کافر کی موت بھی عذاب الٰہی ہے۔ غیبی عذاب مراد نہیں۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے حق میں کوتاہی کرنا رب تعالیٰ کے حق میں کوتاہی ہے۔ کیونکہ یہ کفار زیادہ تر حضور کے حق میں کوتاہی کرتے تھے۔ جسے رب کے حق میں کوتاہی قرار دیا گیا۔ اسی طرح حقوق مصطفوی پورے کرنے درحقیقت حقوق الٰہیہ پورے کرنا ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۹۔ رب کے دین' اس کے نبی' اس کی کتاب کی' معلوم ہوا کہ یہاں کفار کا ذکر ہے ۱۰۔ حق قبول کرنے کی توفیق دیتا' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کی جگہ دنیا ہے نہ کہ آخرت' کیونکہ کفار اعمال کے لئے دنیا میں آنے کی تمنا کریں گے۔ یہ نہ کہیں گے کہ مولیٰ ہم یہاں ہی نیکیاں کئے لیتے ہیں۔ ۱۲۔ قرآن کریم کی آیات یا حضور کے معجزات یا دونوں' تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔

۱۔ اپنی قدرت و اختیار سے کفر کر کے کافر رہا۔ لہٰذا تو قصور وار ہے ۲۔ کہ اس کے لئے شریک یا اولاد ثابت کی۔ یا اس کے رسولوں کو جھوٹا کہا۔ رسول کو جھوٹا کہنا رب کو جھوٹا کہنا ہے کہ رب انہیں سچا کہہ رہا ہے۔ جھوٹے کی تصدیق بھی جھوٹ ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ منہ کالا ہونا کافروں کے لئے ہو گا۔ گنہگار مومن اگرچہ کچھ دن کے لئے دوزخ میں رکھا جائے گا مگر خدا اس کا منہ کالا نہ کرے گا کہ اس میں امت حبیب کی رسوائی ہے۔ دوسرے یہ کہ قیامت میں کافر و مومن میں بالکل ظاہر فرق ہو گا۔ بغیر پوچھے پتہ لگ جائے گا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ قیامت میں حضور کافر و مومن کو نہ پہچانیں گے غلط ہے رب فرماتا ہے۔ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ ۴۔ پرہیز گاروں سے مراد مومن متقی ہیں۔ نجات کی جگہ سے مراد جنت ہے۔ جہاں ہر مصیبت سے بچاؤ ہے ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنتی مومن کو کسی جہنمی کافر سے محبت نہ ہو گی اگرچہ وہ اس کا بیٹا ہو۔ ورنہ جنتی کو اس کے دوزخ میں رہنے کا غم و ملال ہوتا اور جنت ملال کی جگہ نہیں ۶۔ کفر و ایمان' تقویٰ و عصیان' رحمت و شیطان اس ہی نے پیدا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ بری چیزوں کا پیدا کرنا برا نہیں۔ اس میں ہزارہا حکمتیں ہیں ۷۔ اسے یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے بعض بندوں کو مختار بنا دے اگر مختار نہ کر سکے تو مجبور ہوا اس ہی لئے اس نے ہم کو اپنے گھر بار کا بادشاہ کو ملک کا' حضور کو ساری خدائی کا مختار بنایا ہے۔ دیکھو ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ ۸۔ یعنی رحمت' رزق بارش وغیرہ کا مالک وہ ہے۔ جب چاہے جتنا چاہے دے اس کو نہ کوئی روک سکتا ہے' نہ اس پر کسی کو اعتراض کا حق ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مفاتیح و مقالید کے معنی ہیں۔ چابیاں۔ عندہ مفاتح الغیب اور مفاتح کا اول و آخر حرف م' ح ہے اور مقالید کا اول و آخر میم دال ہے جس سے محمد بنتا ہے۔' اشارہ اس طرف ہے کہ حضور کی ذات اقدس تمام آسمانی زمینی خزائن کی الٰہیہ کی چابی ہے۔ ۹۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں ان کی کوئی نیکی قبول نہیں۔ آخرت میں ان کی بخشش نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خسارہ ہو گا ۱۰۔ کفار مکہ کہتے تھے کہ آپ ہمارے معبودوں کو مان لیں' ہم آپ کے الٰہ کو مان لیتے ہیں' اس طرح ہماری آپ کی صلح ہو جائے گی۔ اس آیت میں ان کی تردید ہے ۱۱۔ ان کفار کو جاہل اس لئے فرمایا گیا کہ انہیں نبی کے درجہ کی خبر نہیں کہ نبی کا شرک و بت پرستی کرنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے رب کا الٰہ ہونا۔ کیونکہ ان کا رب حافظ ہے۔ نفس ان کے امارہ نہیں۔ شیطان ان سے مایوس ہو چکا۔ وہ کہہ چکا ہے۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ جب ان کے حق میں کفر کے سارے اسباب ناممکن ہیں تو ان کا کفر بھی ناممکن ۱۲۔ اس میں حضور سے خطاب ہے' اور مراد سننے والے ہیں' اور اگر مراد نبی ہی ہوں تو یہ ناممکن کو ناممکن پر موقوف کرنا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے کہ اگر رب کے فرزند ہو تو پہلے اس کی پوجا میں کروں۔ ۱۳۔ اے مسلمانو شکر کرو' اور شاکرین کی جماعت میں رہو۔ ان کا ساتھ نہ چھوڑو۔ یا اے محبوب! اس ہی طرح رب کی عبادت اور شکر پر قائم رہو۔

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٩﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا

کافر تھا اور قیامت کے دن تم دیکھو گے انہیں جنہوں نے اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ

جھوٹ باندھا کہ ان کے منہ کالے ہیں کیا مغروروں کا ٹھکانا جہنم میں

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

نہیں اور اللہ بچائے گا پرہیزگاروں کو ان کی نجات

بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾

کی جگہ نہ انہیں عذاب چھوئے اور نہ انہیں غم ہو

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز کا مختار ہے

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ

کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں تم فرماؤ تو کیا اللہ

اللّٰهِ تَاْمُرُوْۗنِّىْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ

کے سوا دوسرے کے پوجنے کو مجھ سے کہتے ہو اے جاہلو اور بے شک وحی کی گئی

اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ

تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا

لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ

شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا بلکہ

اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَمَا قَدَرُوا

اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر والوں سے ہو اور انہوں نے اللہ کی قدر

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی قدر نہ پہچاننے والا رب کی قدر نہیں جانتا کیونکہ کفار حضور ہی کی عزت و قدر کے منکر تھے' رب فرماتا ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ۲۔ حضور فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ قیامت میں آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا اور فرمائے گا میں ہوں بادشاہ۔ کہاں ہیں بادشاہت و حکومت کے دعویدار پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا اور یہ ہی فرمائے گا۔ ہاتھ سے مراد وہ ہاتھ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے ۳۔ اس سے مراد صور کا پہلا نفخہ ہے جو ہلاک کرنے اور بے ہوش کرنے کے لئے ہو گا۔ دوسرا نفخہ چالیس سال کے بعد ہو گا' زندہ کرنے اور ہوشیار کرنے کیلئے۔ قرآن کریم

اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖۗ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

نہ کی جیسا اس کا حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا

وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے اور ان کے شرک سے پاک

یُشْرِكُوْنَ ۝۶۷ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

اور برتر ہے اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں

وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ

میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے پھر وہ دوبارہ پھونکا

اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۝۶۸ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ

جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے اور زمین جگمگا اٹھے گی اپنے

بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَ

رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور

الشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝۶۹

یہ نبی اور اس کی امت کے ان پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور ان

وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۝۷۰

ان پر ظلم نہ ہو گا اور ہر جان کو اس کا کیا بھرپور دیا جائے گا اور اسے خوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا

اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ گروہ یہاں تک کہ جب

جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ

وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا

یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَ

تمہارے پاس تمہیں میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور

میں پانچ نفخوں (پھونک) کا ذکر ہے۔ رب کا حضرت آدم میں روح پھونکنا۔ حضرت جبریل کا بی بی مریم کے گریبان میں پھونکنا عطاء فرزند کے لئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی کے پرندوں میں پھونکنا انہیں زندگی بخشنے کے لئے۔ ذوالقرنین کا آگ میں پھونکنا لوہا گلانے کے لئے' اسرافیل علیہ السلام کا صور پھونکنا (روح) ۴۔ حضرت جبریل' میکائیل' اسرافیل' عزرائیل' علیہم السلام کہ ان کی فنا نفخہ سے نہ ہو گی۔ بلکہ نفخہ کے بعد حکم الٰہی سے۔ یا شہداء' یا موسیٰ علیہ السلام کہ وہ کوہ طور پر بے ہوش ہو چکے ہیں' یا جنت کی حوریں' رضوان اور دوزخ کے فرشتے اور وہاں کے سانپ۔ بچھو (خزائن العرفان' روح البیان وغیرہ) ۵۔ دوسرا نفخہ چالیس سال کے بعد' چالیس سال سے مراد اتنا وقت ہے' ورنہ اس وقت سورج فنا ہو چکا ہو گا ۶۔ یعنی اپنی قبروں سے اٹھ کر کھڑے ہوں گے۔ حیران یا آنکھیں اٹھا کر دیکھیں گے کہ اب کیا ہوتا ہے' پھر میدان محشر کی طرف چلیں گے۔ مسلمانوں کی قبروں پر سواریاں حاضر ہوں گی جن پر سوار ہو کر روانہ ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (خزائن) سب سے پہلے حضور بیدار ہوں گے اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو حلہ ملے گا (روح) اور حضور قبر سے ہی ستر پوش اٹھیں گے (مرات) ۷۔ محشر کی زمین جو اس زمین کے علاوہ ہو گی۔ رب فرماتا ہے۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہو گی۔ چاند سورج تارے بے نور ہوں گے۔ اس نور کی کیفیت بیان نہیں ہو سکتی۔ انشاء اللہ دیکھ کر معلوم ہو گا ۸۔ لوح محفوظ سب کے سامنے رکھی جاوے گی یا ہر ایک کے نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں دیئے جاویں گے۔ مومنوں کو دائیں ہاتھ میں' کافروں کو بائیں ہاتھ میں ۹۔ قیامت میں انبیاء کرام مدعی کی حیثیت سے اور امت مصطفوی گواہوں کی حیثیت سے اور حضور شاہی گواہ کی شان سے کہ سارے عالم کا فیصلہ حضور کے جنبش لب پر ہو گا۔ سبحان اللہ کیا عجیب نظارہ ہو گا۔ اللہ خیر سے دکھائے۔ ۱۰۔ کہ بے قصور کو پکڑ لیا جاوے یا نیک کار کو عذاب دیا جاوے ۱۱۔ کسی کی نیکی کا بدلہ کم نہ دیا جاوے گا۔ اور بدی کا بدلہ زیادہ نہ ہو گا۔ لہٰذا یہ آیت نہ تو گناہوں کی معافی کے خلاف ہے اور نہ نیکی کا ثواب بڑھنے کے خلاف ۱۲۔ یعنی یہ گواہی رب کے علم کے لئے نہیں۔ وہ تو علیم و خبیر ہے ۱۳۔ قیدیوں کی طرح نہایت سختی سے' اپنے اپنے پیشواؤں کے ساتھ ہر کافر اپنے سردار کے ساتھ ہو گا۔ کوئی پیدل کوئی منہ کے بل' خدا بچائے ۱۴۔ کیونکہ دنیا میں کفار کی جماعتیں مختلف تھیں۔ ایسے ہی وہاں مختلف طریقے سے دوزخ کی طرف روانگی ہو گی۔ مختلف حالات سے۔ ۱۶۔ دوزخ کے سات طبقوں کے علیحدہ علیحدہ دروازے ہیں جو بند رہتے ہیں ہر دروازہ اس ہی وقت کھولا جائے گا جب وہاں داخلہ کے لئے کوئی جماعت پہنچے گی جیسے آج جیل کے دروازے بلا ضرورت کھولے نہیں جاتے۔ ضرورت پر کھولے جاتے ہیں ۱۷۔ کفار کو کھڑا کر کے اولا" یہ گفتگو

(بقیہ صفحہ ۷۴۳) کریں گے۔ انہیں ذلیل کرنے کے لئے پھر سوال و جواب کے بعد دروازے کھولے جائیں گے ۱۸۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول ہمیشہ انسانوں میں آئے۔ دوسرے یہ کہ علماء کا پہنچنا گویا رسول ہی کا پہنچنا ہے کیونکہ تمام کفار نے رسول کو نہ دیکھا البتہ ان کو رسول کی تبلیغ پہنچ گئی۔ تیسرے یہ کہ جن لوگوں کو نبی کی تبلیغ نہ پہنچی' اگر وہ موحد ہوں تو انہیں دوزخ نہیں' لہٰذا حضور کے والدین کریمین جنتی ہیں کہ انہیں نبی کی تبلیغ نہ پہنچی۔ اور وہ موحد تھے۔

ا۔ ایمان قبول نہ کرنے کی صورت میں' معلوم ہوا کہ نبی کا ڈرانا عام ہے بشارت خاص ۲۔ یہ اقرار قیامت کے حساب سے فارغ ہونے کے بعد ہو گا۔ ورنہ قیامت میں

يُنذِرُونَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ

تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے تھے ۱ کہیں گے کیوں نہیں ۲ مگر عذاب کا

كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧١﴾ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ

قول کافروں پر ٹھیک اترا ۳ فرمایا جائے گا جاؤ جہنم کے

جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾

دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے ۴ تو کیا ہی برا ٹھکانا متکبروں کا

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا

اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے انکی سواریاں ۵ گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی ۶

جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہونگے ۷ اور اسکے داروغہ ان

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا

Page-744.bmp

سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے ۸ تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے ۹ اور وہ کہیں گے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا ۱۰

نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٧٤﴾

کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں ۱۱ تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں کا

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ

اور تم فرشتوں کو دیکھو گے ۱۲ عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا ۱۳

وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٥﴾

اور کہا جائے گا کہ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ۱۴

کفار تبلیغ انبیاء کا انکار کریں گے اس لئے پھر گواہی وغیرہ قائم کی جائے گی لہٰذا آیات میں کوئی اختلاف نہیں ۳۔ یعنی ہم ابلیس کے ساتھ رہے اور اس کے متعلق رب نے فرمایا۔ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن کو دوزخ میں ہمیشگی نہیں خواہ کتنا ہی بڑا گنہگار ہو ۵۔ اس طرح کہ اپنی قبروں سے سواریوں پر جائیں گے۔ خیال رہے کہ اس میں سارے مومن داخل ہیں مومن کے نیک اعمال اس کی سواری ہوں گے۔ کسی کی سواری تیز کسی کی سست' جیسا عمل کا اخلاص' کوئی سواری پر اکیلا' کوئی دو' کوئی تین' جبکہ ایک عمل چند نے مل کر کیا ہو۔ ۶۔ صالحین کا ہر گروہ اپنے پیشوا کے ہمراہ جیسے شافعی' مالکی' حنفی' حنبلی یا چشتی قادری وغیرہ۔ رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ جس کا کوئی امام نہ ہو گا اس کا امام شیطان ہو گا لہٰذا مومن کو چاہیے کہ اکیلا نہ رہے جماعت کے ساتھ رہے' رب فرماتا ہے۔ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۷۔ جنت کے دروازے تو حضور کے لئے کھل جائیں گے مومن حضور کے پیچھے پہنچیں گے تو دروازے کھلے پائیں گے اس لئے یہاں واؤ ارشاد ہوا۔ وَفُتِحَتْ علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے کے قریب ایک درخت کے نیچے سے دو چشمے نکلتے ہیں۔ جنتی ایک چشمہ سے غسل کریں گے۔ دوسرے سے پئیں گے۔ غسل سے ظاہر پینے سے باطن صاف و پاک ہو جائیں گے فرشتے دروازہ جنت پر استقبال کریں گے۔ (خزائن) ۸۔ کہ دنیا میں رسول کے دامن سے وابستہ رہے۔ دنیا میں وہی خوب رہا جو ان کے دامن میں رہا ۹۔ جو جنت میں جزا کے لئے گیا وہ کبھی وہاں سے نہ نکلے گا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن جنت میں اپنی جگہ بھی لے گا اور کافر کی جگہ بھی۔ جیسے کافر دوزخ میں اپنی جگہ بھی لے گا اور مومن کی بھی۔ ہر شخص کے لئے جنت و دوزخ دونوں میں جگہ رکھی گئی ہے' یہ آیت اس کی تفسیر ہے۔ اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ زمین سے مراد جنت کی زمین ہے ۱۱۔ ادنیٰ مومن کی جنت تمام روئے زمین سے دس گنا زیادہ ہو گی' اعلیٰ مومن کا کیا پوچھنا ۱۲۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن جبکہ فرشتے دوبارہ زندہ کئے جاویں گے (روح) حلقے باندھ کر عرش اعظم کا ایسا طواف کریں گے جیسے حاجی کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ ۱۳۔ بَيْنَهُمْ کی ضمیر انسانوں کی طرف لوٹ رہی ہے نہ کہ فرشتوں کی طرف۔ کیونکہ وہاں فیصلہ انسانوں ہی کا ہو گا نہ کہ فرشتوں کا فرشتے نہ مکلف تھے نہ ان میں کوئی گنہگار۔ جنات کے لئے جنت کا فیصلہ نہ ہو گا۔ انکے مجرم دوزخ میں جائیں گے۔ ان کے نیک دوزخ سے بچ جائیں گے۔ لہٰذا یہ آیت بالکل واضح ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ جنت میں حمد الٰہی ہو گی مگر لذت کے لئے ہو گی نہ کہ تکلیف طور پر۔

اٰیاتہا ۸۵ | ۴۰ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ ۶۰ | رکوعاتہا ۹

سورۃ مومن مکی ہے سوائے دو آیات کے اس میں ۹ رکوع ۸۵ آیات ۱۱۹۹ کلمات ۴۹۶۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۲

یہ کتاب اتارنا ہے اللہ کی طرف سے جو عزت والا علم والا [۲]

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ

گناہ بخشنے والا [۳] اور توبہ قبول کرنے والا [۴] سخت عذاب کرنے والا [۵]

ذِى الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳ مَا يُجَادِلُ

بڑے انعام والا [۶] اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف پھرنا ہے [۷] اللہ کی آیتوں میں

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ

جھگڑا نہیں کرتے مگر کافر [۸] تو اے سننے والے تجھے دھوکا نہ دے ان کا شہروں میں

فِى الْبِلَادِ ۝۴ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ

اہلے گہلے پھرنا [۹] ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کے گروہوں نے

بَعْدِهِمْ ۪ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ

جھٹلایا [۱۰] اور ہر امت نے یہ قصد کیا کہ اپنے رسول کو پکڑ لیں [۱۱]

وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ

اور باطل کے ساتھ جھگڑے [۱۲] کہ اس سے حق کو ٹال دیں [۱۳] تو میں نے انہیں پکڑا

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

پھر کیسا ہوا میرا عذاب [۱۴] اور یوں ہی تمہارے رب کی بات کافروں پر

عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶ اَلَّذِيْنَ

ثابت ہو چکی ہے کہ وہ دوزخی ہیں [۱۵] وہ جو

۱۔ سورہ مومن کا نام سورۃ غافر بھی ہے ۲۔ اس قرآن میں عزت بھی ہے، علم بھی، قرآن جاننے والا بہترین علم والا ہے۔ قرآن کی خدمت کرنے والا دنیا و آخرت میں عزت والا ہے۔ چونکہ قرآن کریم آہستگی سے اترا لہٰذا تنزیل فرمایا گیا۔ ۳۔ ہمیشہ ہر شخص کے ہر قسم کے گناہ بخشنے والا کیونکہ نہ غافر میں کوئی قید ہے نہ ذنب میں۔ جیسے الحمد للہ میں ہے ۴۔ کافروں کی توبہ کفر سے، مومنوں کی توبہ گناہوں سے، کیونکہ کافر کی گناہ سے توبہ قبول نہیں۔ لہٰذا آیت بالکل واضح ہے۔ خیال رہے کہ مجرم کا گناہ سے انکار کرنا بے حیائی ہے۔ گناہ کے بہانہ بنا کر معذرت کرنی ہلاکت ہے۔ گناہ کا اقرار کر کے اپنے کو مجرم جاننا، نادم ہونا توبہ ہے وہی یہاں مراد ہے (روح) ۵۔ کافروں پر کفر کی وجہ سے، خیال رہے کہ بندہ مطیع پر عتاب ہوتا ہے۔ بندہ نافرمان پر عذاب، حکومت کے باغی پر عقاب کفار حکومت الٰہیہ کے باغی ہیں۔ ۶۔ عارفوں پر دین و دنیا میں انعام کی بارشیں فرمانے والا۔ ۷۔ مومنوں کو خوشی سے کافروں کو جبراً، موت مومن کے لئے محبوب کا بلاوا ہے، کافر کے لئے وارنٹ ۸۔ یہاں جھگڑے سے مراد قرآن کا انکار کرنا یا اس پر طعن کرنا یا اسے جادو شعر، کہانت کہنا ہے۔ علماء دین کا آیات قرآنیہ سے مسائل نکالنا اس میں علمی بحثیں کرنا، مشکل آیات کو حل کرنا جھگڑا نہیں بلکہ قرآن میں تدبر ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے آئمہ مجتہدین کے اختلافات اسی تدبر کا نتیجہ ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لہٰذا یہ آیت واضح ہے۔ ۹۔ کیونکہ ان کا پوری آزادی سے سفروں میں پھرنا، تجارت سے نفع اٹھانا عارضی ہے، آخر کار گرفتار ہوں گے جیسے وارنٹ والا مجرم، ۱۰۔ اس کے باوجود انہیں لمبی عمریں بہت مال۔ دنیاوی ٹیپ ٹاپ بخشی گئی۔ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود وغیرہ کی تاریخ دیکھو ۱۱۔ اور تبلیغ سے روک دیں، قید یا قتل کر کے معلوم ہوا کہ ہر پھول کے ساتھ کانٹا ہے۔ ہر نبی کے مقابل جھٹلانے والے ہوئے۔ اس ہی سے نبی کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ ۱۲۔ جیسے فرعون نے جادو سے عصاء موسوی کا مقابلہ کیا۔ اس ہی طرح ہر زمانہ کے کفار ۱۳۔ اور انبیاء کا نام مٹا دیں معجزہ کو جادو سے مشتبہ کر دیں ۱۴۔ غور کر لو ان میں سے کوئی بچا نہیں۔ یہی حال ان کافروں کا ہونے والا ہے۔ کہ یا تو مسلمان ہو جائیں گے یا برباد۔ ایسا ہی ہوا۔ ۱۵۔ یہاں کافروں سے وہ مراد ہیں جو علم الٰہی میں کافر ہو چکے ہیں، ان کی موت کفر پر ہونے والی ہے۔ ورنہ بہت سے کافر مومن ہو کر جنتیوں کے سردار بن چکے۔

وقفہ لازم
وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ

عرش اٹھاتے ہیں ۱؎ اور جو اس کے گرد ہیں ۲؎ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ

رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اس کی پاکی بولتے ۳؎ اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں ۴؎

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ

اے رب ہمارے تیرے رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے ۵؎ تو انہیں بخش دے

لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ

جنہوں نے توبہ کی ۶؎ اور تیری راہ پر چلے ۷؎ اور انہیں دوزخ کے عذاب

الْجَحِيْمِ ۝۷ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ

سے بچالے اے ہمارے رب اور انہیں بسنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے

وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ

ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں

وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۸ وَقِهِمُ

اور اولاد میں ۸؎ بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے ۹؎ اور انہیں گناہوں

السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ

کی شامت سے بچالے ۱۰؎ اور جسے تو اس دن گناہوں کی شامت سے بچائے تو بے شک تو نے اس

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

پر رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے ۱۱؎ بے شک جنہوں نے کفر کیا

يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ

ان کو ندا کی جائے گی ۱۲؎ کہ ضرور تم سے اللہ کی بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم آج

اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰ قَالُوْا رَبَّنَآ

اپنی جان سے بیزار ہو ۱۳؎ جب کہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تو تم کفر کرتے ۱۴؎ کہیں گے اے ہمارے رب

۱۔ آج چار فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں قیامت میں آٹھ اٹھائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۲۔ جو عرش اعظم کا طواف کرتے رہتے ہیں انہیں کروبین کہتے ہیں۔ ان کی تعداد رب ہی جانتا ہے۔ ۳۔ یعنی اول تسبیح پھر تحمید کرتے ہیں۔ یوں کہتے ہیں سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شفاعت ملائکہ برحق ہے کہ وہ مومنوں کے لئے آج بھی دعاء مغفرت کر رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مومن بڑی عزت والے ہیں کہ رب تعالیٰ کے قرب حضوری میں ملائکہ کی زبان سے حمد الٰہی کے ساتھ ان کا ذکر بھی ہو رہا ہے۔ اور ان کے لئے دعائیں بھی ہو رہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ان فرشتوں کا ذکر خیر سے کیا کریں اور ان کے لئے دعا خیر کیا کریں کیونکہ بدلہ نیکی کا نیکی ہے' رب فرماتا ہے۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ چوتھے یہ کہ مسلمانوں کے لئے غائبانہ دعا کرنی اور بے غرض دعا کرنی' سنت ملائکہ ہے اور رب کی رضا کا ذریعہ۔ پانچویں یہ کہ مقدس مقامات پر جاکر حمد الٰہی کے ساتھ مسلمان بھائیوں کے لئے دعا مانگنی زیادہ قبول کے قریب ہے۔ حاجی کو چاہیے کہ کعبہ معظمہ اور سنہری جالی پر تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے ۵۔ معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے حمد الٰہی کرنی سنت ملائکہ ہے ۶۔ کفر سے یا گناہوں سے' سبحان اللہ! توبہ کیسی پیاری عبادت ہے کہ اس کی قبولیت کی فرشتے دعائیں کر رہے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ صرف زبانی توبہ کافی نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی جنت میں اپنی مومن اولاد اور مومن بیوی کے ساتھ رہے گا ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب جب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو اپنے مقبول بندوں کو اس کے حق میں دعاء خیر کا حکم دیتا ہے' اپنے محبوب سے فرماتا ہے۔ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ دوسرے یہ کہ رب کی رحمتیں اس کے مقبولوں کے وسیلہ سے ملتی ہیں۔ اگر بغیر وسیلہ دیا کرتا تو ہمارے لئے اپنے فرشتوں سے دعا نہ کراتا' رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ۔ حضور تمام جہان کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تیسرے یہ کہ سرکاروں کو خوش کرنے کے لئے ان کے غلاموں کو دعائیں دی جاتی ہیں۔ فرشتے ہم مسلمانوں کو اس لئے دعائیں دے رہے ہیں کہ سبز گنبد والا' سنہری جالی والا ان سے خوش ہو جاوے۔ ہم کو بھی چاہیے کہ حضور کو خوش کرنے کے لئے ان کے آل و اصحاب' ان کے مدینہ والوں کو دعائیں دیا کریں' ان کے چرچے کیا کریں' ان کے ذکر خیر سے کیا کریں۔ عرس بزرگان کا یہی مقصد ہے ۱۰۔ اس طرح کہ گنہگاروں کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمائے۔ معلوم ہوا کہ گنہگاروں پر نظر کرم ہے۔ ۱۱۔ اللہ ہر مومن کو نصیب فرمائے' سب کی طفیل مجھ گنہگار خطاکار کو بھی۔ آمین ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کے جرم و گناہ قیامت میں اعلانیہ پکارے جاویں گے تاکہ ان کی رسوائی ہو۔ اور ان کی نیکیوں کا ذکر نہ ہوگا دوسرے یہ کہ مومن کی نیکیاں اعلانیہ دکھائی جائیں گی۔ اور ان کے گناہوں کا خفیہ حساب ہوگا ۱۳۔ قیامت میں کفار اپنی جان سے بیزار ہوں گے۔ موت چاہیں گے مگر نہ آئے گی۔ رب فرماتا ہے۔ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۱۴۔ دنیا میں یعنی تم نے نبی کو اپنے سے بیزار کیا' آج رب تم سے بیزار ہے۔

أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا

تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا؎ اب ہم اپنے گناہوں

بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ

پر مقر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے؎ یہ اس پر ہوا کہ جب

إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ

ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے؎ اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے؎

فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿١٢﴾ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ

تو حکم اللہ کے لئے ہے جو سب سے بلند بڑا؎ وہی ہے کہ تمہیں اپنی نشانیاں

وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا

دکھاتا ہے؎ اور تمہارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے؎ اور نصیحت نہیں مانتا مگر

مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

جو رجوع لائے؎ تو اللہ کی بندگی کرو نرے اس کے بندے ہو کر

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿١٤﴾ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ

پڑے برا مانیں کافر؎ بلند درجے دینے والا؎ عرش کا مالک

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

ایمان کی جان وحی ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے

لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾ يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى

کہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے؎ جس دن وہ بالکل ظاہر ہو جائیں گے؎ اللہ پر ان کا کچھ

اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾

حال چھپا نہ ہو گا؎ آج کس کی بادشاہی ہے ایک اللہ سب پر غالب کی؎

الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ

آج ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے گی؎ آج کسی پر زیادتی نہیں؎

۱۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ یعنی تم پہلے بے جان نطفہ تھے۔ پھر زندہ ہوئے پھر مرے۔ پھر قیامت میں اٹھے۔ ۲۔ اس کا جواب یہ ہو گا کہ اب نہ تمہاری توبہ قبول ہے نہ تمہارے لئے دوزخ سے نکلنے کی کوئی صورت اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو پھر وہاں سے نکال دیا جاوے گا۔ مومنوں کی شفاعت سے ۳۔ یعنی تمہارے دوزخ میں ہمیشہ رہنے کی وجہ تمہارا کفر ہے اور پیغمبروں کی بات نہ سننا۔ اپنے سرداران کفر کی بات سن کر مان لینا جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ دعی اللہ میں ایمان کے سارے ارکان داخل ہیں۔ اللہ کی عبادت نبی کی اطاعت ۴۔ یہاں دعا کو شرک کا مقابل ٹھہرایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ دعا بمعنی عبادت ہے۔ اور غیر خدا کی عبادت شرک۔ دعا بمعنی پکارنا کسی بندے کو پکارا جائے شرک نہیں۔ نمازی التحیات میں حضور کو پکار کر سلام عرض کرتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ۵۔ یعنی تکوینی حکم صرف اللہ کا ہے یا قیامت کے دن صرف اللہ کا حکم ہو گا۔ تمام دنیاوی بادشاہوں کی بادشاہت ختم ہو چکی ہو گی۔ دنیا میں حضرات انبیاء کرام باذن رب شرعی حاکم ہیں۔ بعض اولیاء اللہ رب کے حکم تکوینی کے مظہر ہو جاتے ہیں کہ جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے۔ ۶۔ تاکہ تم ان کو معرفت الٰہی کا ذریعہ بناؤ۔ دنیا کی ہر چیز معرفت رب کی کتاب ہے ۷۔ یا یہ مطلب ہے کہ بارش نازل فرماتا ہے۔ جو روزی کا سبب ہے یا یہ کہ ہر شخص کی روزی آسمان میں ہے' جسے رب بذریعہ فرشتوں کے اتارتا ہے۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ ۸۔ معلوم ہوا کہ روزی تو سب کے لئے ہے مگر ہدایت سب کے لئے نہیں۔ افسوس کہ ہم کو روزی کی فکر ہے' ہدایت کی نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اس کو ملتی ہے جس کا رجوع رسول کی طرف ہو۔ کنوئیں سے پانی' سورج سے نور ملتا ہے' ہدایت کے آفتاب سے ہدایت ملتی ہے ۹۔ یعنی رب کو راضی کرنے کی سعی کرو۔ سب کی رضا کی فکر نہ کرو۔ رب راضی ہو جائے تو سب کی پرواہ نہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے فضل سے نیچوں کے درجے اونچے فرماتا ہے۔ اور بلاوجہ اونچوں کو نیچا نہیں کرتا۔ بلندی نبی کو ملتی ہے ان کے صدقے سے ان کے غلاموں کو' رب فرماتا ہے۔ اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۱۱۔ یہاں روح سے مراد وحی الٰہی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم کو روح فرمایا گیا۔ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا یعنی جس کو چاہتا ہے نبی بناتا ہے۔ اس پر وحی بھیجتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نبوت کسبی چیز نہیں۔ وہ صرف عطاء ربانی ہے۔ ہاں بعض نبیوں کو دعا سے نبوت ملی۔ جیسے حضرت ہارون و لوط علیہ السلام۔ ۱۲۔ قبروں سے نکل کر اور کہیں چھپنے کی جگہ نہ پائیں گے ۱۳۔ خود ان کے خیال میں بھی۔ ورنہ رب سے آج بھی کچھ چھپا نہیں۔ لیکن کافر چھپا ہوا سمجھتے ہیں۔ ۱۴۔ جب سب بندے فنا ہو چکیں گے تو رب ندا فرمائے گا کہ آج ملک کس کا ہے' اب کون ہے جو جواب دے پھر خود ہی جواب دے گا' کہ اللہ واحد قہار کا ۱۵۔ یہاں اعمال سے مراد وہ گناہ ہیں جو معاف نہ ہو گئے اور وہ نیکیاں جو برباد نہ ہو گئی ہوں کیونکہ ان : نیکیوں کا بدلہ کچھ نہ ملے گا۔ لہٰذا اما اپنے عموم پر ہے اور یہ آیت معافی گناہ والی اور ضبطی اعمال والی آیتوں کے خلاف نہیں' رب فرماتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا اور فرماتا ہے أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ ۱۶۔ یہاں ظلم سے مراد یہ ہے کہ گناہ کی سزا زیادہ یا نیکی کی جزا کم دی جاوے۔ گناہ معاف فرما دینا' نیکی بڑھا دینا اس کا رحم و کرم ہے۔

ا۔ کہ تمام مخلوق کا سارا حساب چار گھنٹہ کی مدت میں لے لے گا۔ قیامت کا باقی دن حضور کی اظہار عظمت میں صرف ہو گا۔ صدہا سال شفیع کی تلاش میں کٹیں گے۔
پھر حضور کے مقام محمود پر جلوہ گر رہنے اور نعت خوانوں کی نعت خوانی میں خرچ ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۲۔ یا تو اس کے ظاہری
معنی مراد ہیں کہ دل اپنی جگہ سے ہٹ کر حلقوم میں آ پھنسیں گے کہ نہ باہر آویں نہ اپنی جگہ واپس جاویں مگر موت واقع نہ ہو گی۔ یا سخت صدمہ و رنج مراد ہے۔ ۳۔
ہمارے حضور سے کہا جاوے گا۔ قُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ محبوب کہو' تمہاری سنی جاوے گی' شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہو گی۔ خیال رکھو کہ رب جس کی بھی
سنتا ہے یا سنے گا حضور کے واسطہ سے' حضور برزخ کبریٰ ہیں خالق و مخلوق کے درمیان' دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمن انشاء اللہ مومنوں کے دوست بھی کام آئیں گے اور سفارشی بھی اور مومنوں کے سفارشیوں کی بات مانی جائے گی۔ کیونکہ دوستوں اور سفارشیوں کا کام نہ آنا کفار کے عذاب میں شمار کیا گیا ہے ۴۔ کنکھیوں سے نامحرم عورتوں کو دیکھنا مراد ہے۔ اس پر بھی پکڑ ہے کیونکہ بری نگاہ دل میں شہوت کا تخم بوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو نگاہ بغیر قصد پڑ جاوے' وہ معاف ہے' مگر عمداً" دیکھنے پر پکڑ ہے۔ فرماتے ہیں۔ اَلْاُوْلٰى لَكَ وَالثَّانِیَةُ عَلَیْكَ ۵۔ معلوم ہوا کہ بعض دل کی پوشیدہ چیزوں پر بھی حساب و عذاب ہو گا۔ جیسے برے عقیدے اور برے ارادے' وہاں غیر اختیاری برے خیالات پر پکڑ نہیں رب فرماتا ہے۔ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ لہٰذا سارے شرعی احکام برحق ہیں۔ خواہ ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں جو فیصلے آخرت میں ہوں گے برحق ہوں گے ۷۔ کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں نہ بولیں نہ سنیں ۸۔ کہ اس کا سننا ہمارے بولنے پر موقوف نہیں۔ جب ہم کو بولنا نہ آتا تھا تب بھی وہ ہماری سنتا تھا۔ مصرع۔ لطف تو ناگفتہ ما می شنود۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آیات الٰہیہ دیکھنے کے لئے سفر کرنا بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا ع۔ دوسرے یہ کہ جب کفار کی بستیوں میں جانا آنا عذاب دیکھنے کے لئے عبادت ہے تو محبوبوں کی بستیوں میں جانا آنا رحمت دیکھنے کے لئے بھی عبادت ہے ۱۰۔ بڑی مضبوط عمارتیں نہریں' پل وغیرہ جن سے ان کی قوت مالداری اور کاریگری ظاہر ہوتی ہے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے عذاب سے بچانے والے بہت بندے مقرر فرما دے گا۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کی نافرمانی سے عذاب آتا ہے اس کے بغیر نہیں۔ فرعون نے چار سو سال دعویٰ خدائی کیا مگر بیمار تک نہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت سے غرق ہوا۔

ع ۱۱

اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ
بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۱؎ اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت

اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِیْنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ
کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آ جائیں گے ۲؎ غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی

مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ؕ﴿۱۸﴾ یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ
دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے ۳؎ اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ ۴؎

وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَاللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ
اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے ۵؎ اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے ۶؎ اور اس کے سوا

یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
جن کو یہ پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے ۷؎ بے شک اللہ ہی

هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۲۰﴾ع اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ
سنتا دیکھتا ہے ۸؎ تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا

فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ كَانُوْا مِنْ
کہ دیکھتے کیسا انجام ہوا ان سے

قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ
اگلوں کا ۹؎ ان کی قوت اور زمین میں جو نشانیاں چھوڑ گئے ۱۰؎

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
ان سے زائد تو اللہ نے انہیں ان کے گناہوں پر پکڑا اور اللہ سے ان کا کوئی بچانے والا نہ

وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ
ہوا ۱۱؎ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آتے

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾
پھر وہ کفر کرتے تو اللہ نے انہیں پکڑا ۱۲؎ بے شک اللہ زبردست سخت عذاب والا ہے

ا۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام مثل سلطان کے تھے۔ اور حضرت ہارون مثل وزیر کے اس لئے یہاں حضرت ہارون کا ذکر نہ فرمایا۔ نیز خصوصی معجزات صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قارون بھی اولاً زکوٰۃ کے مسئلہ میں آپ کے خلاف ہوا پھر اصل نبوت کا منکر ہو گیا۔ پتہ لگا کہ کبھی ایک مسئلہ شرعی کی مخالفت کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے ایک رکن کا انکار بھی ایسا ہی کفر ہے جیسے سارے ارکان کا انکار کیونکہ قارون اولاً" صرف زکوٰۃ کی فرضیت کا انکاری تھا مگر اس کا ذکر فرعون کے ساتھ ہوا۔ ۳۔ اس سے مراد فرعون اور فرعونی لوگ ہیں' قارون اس سے خارج ہے' کیونکہ وہ اس مشورہ میں کبھی شامل نہ ہوا ۴۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی خاطر بنی اسرائیل کے بچے ذبح کرائے تاکہ آپ دنیا میں نہ آنے پائیں۔ مگر اس میں اسے سخت ناکامی ہوئی کیونکہ اس ہی نے آپ کو پالا۔ اب لوگوں کو اسلام سے روکنے کے لئے ذبح کرانا شروع کیا۔ کام ایک ہی ہے مگر مقصد میں فرق ہے ۵۔ اس طرح کہ فرعونیوں کا یہ داؤ بھی بیکار ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کے دین کا رواج ہو گیا ۶۔ اپنی جماعت سے محض اپنی عزت و آبرو قائم رکھنے کو' ورنہ وہ حضرت موسیٰ سے ڈرتا تھا۔ مقابلہ کے دن جوتے چھوڑ کر بھاگ چکا تھا ۷۔ فرعون کا یہ کہنا اس لئے تھا کہ لوگ سمجھیں کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل تو کر سکتا ہے مگر لوگوں کے سمجھانے بجھانے سے قتل نہیں کرتا۔ ورنہ حقیقت میں وہ خود مجبور تھا۔ جو ظالم ہزارہا بے گناہ بچوں کو قتل کر چکا ہو اسے ایک جان لینی کیا مشکل تھی ۸۔ یعنی تمہیں میری پوجا سے روک دے اللہ واحد قہار کا عابد بنا دے ۹۔ اس طرح کہ اپنی جماعت تیار کر کے میرے مقابل آ جائے معلوم ہوا کہ بے ایمان لوگ اصلاح کو فساد کہتے ہیں۔ ۱۰۔ فرعون کی دھمکیاں سن کر لوگوں کے اطمینان کے لئے فرمایا ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بے ایمانوں کی سختیوں کے جواب میں اپنی بڑائی بیان نہ کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ مومن کو اللہ پر توکل چاہیے۔ رب سب کے شر سے بچائے گا۔ تیسرے یہ کہ ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کو صفت ربوبیت سے یاد کرنا چاہیے۔ رب اپنے مربوب کی حفاظت فرماتا ہے۔ چوتھے یہ کہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دعا بہت مفید ہے۔ کیونکہ ایک پیغمبر کے منہ سے نکلی ہوئی ہے ۱۲۔ فرعون کا چچا زاد بھائی جس کا نام شمعان تھا' موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ مگر فرعونیوں سے چھپاتا تھا۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ بعض قبطی لوگ بھی ایمان لا چکے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خطرہ کے وقت کفار سے اپنا ایمان چھپانا جائز ہے جان بچانے کے لئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا مجبور مومن کفریات میں شرکت نہ کرے کیونکہ اس مومن نے حضرت موسیٰ کے قتل کا مشورہ نہ دیا۔ لہٰذا اس آیت کو روافض کے تقیہ سے کوئی تعلق نہیں' روافض کا تقیہ یہ ہے کہ دنیاوی نفسانی خواہش کے لئے کفار میں رہنا' ان کی حمایت کرنا' انہیں دھوکا دینا اور دنیا حاصل کرنا جیسا کہ وہ اہل بیت کے لئے ثابت کرتے ہیں معاذ اللہ یہ بھی خیال رہے کہ جان کے خطرہ کے وقت منہ سے کفر بک دینا بشرطیکہ دل میں ایمان رہے' جائز ہے ۱۴۔ یہ سوال انکار اور سرزنش کے لئے ہے یعنی ایسا نہ کرو' یا ایسا نہ کر سکو گے معلوم ہوا کہ نبی کی حمایت مومنوں کی صفت ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ

فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو وہ بولے جادوگر ہے

كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا

بڑا جھوٹا پھر جب وہ ان پر ہمارے پاس سے حق لایا بولے جو اس پر

اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ

ایمان لائے ان کے بیٹے قتل کرو اور عورتیں زندہ رکھو

وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

اور کافروں کا داؤں نہیں مگر بھٹکتا پھرتا اور فرعون بولا

ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ

مجھے چھوڑو میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے میں ڈرتا ہوں

اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾

کہیں وہ تمہارا دین بدل دے یا زمین میں فساد چمکائے

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ

اور موسیٰ نے کہا میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر متکبر سے

مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ

کہ حساب کے دن پر یقین نہیں لاتا اور بولا فرعون

مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ

والوں میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر

رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس

ع ۸

۱۔ جس سے تمہارے دلوں نے بھی ان کی حقانیت مان لی۔ اگرچہ تم اس کا اقرار نہ کرو۔ یہ کلام درحقیقت تبلیغ بھی ہے جس میں صاف بتایا گیا کہ تمہارا رب فرعون نہیں بلکہ وہ ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزات دے کر بھیجا ۲۔ یہ ناممکن کو ناممکن پر معلق کرنا ہے لہٰذا کفر نہیں جیسے اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۳۔ اس میں واجب کو واجب پر معلق کرنا ہے جس سے تاکید مقصود ہے۔ یعنی وہ ضرور سچے ہیں۔ اور تم پر ضرور آفت آئے گی۔ بعض اس لئے کہا کہ کچھ عذاب دنیا میں آئے گا اور کچھ آخرت میں ۴۔ کہ خدا پر جھوٹ باندھے نبی نہ ہو اور نبی بنے یا جھوٹا خدا بنے جیسے اے فرعون تو ۵۔ یعنی تم مصر کے بادشاہ بھی ہو اور بنی اسرائیل پر غالب بھی۔

مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ

تمہارے رب کی طرف سے لائے ۱ اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو انکی غلط گوئی کا وبال ان پر

يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ

۲ اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں ۳ بے شک

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ

اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو ۴ اے میری قوم

لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ

آج بادشاہی تمہاری ہے اس زمین میں غلبہ رکھتے ہو ۵ تو اللہ کے

يَّنْصُرُنَا مِنْ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ

عذاب سے ہمیں کون بچائے گا ۶ اگر ہم پر آئے فرعون بولا

مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ

میں تو تمہیں وہی سمجھاتا ہوں جو میری سوجھ ہے اور میں تمہیں وہی بتاتا ہوں جو بھلائی

الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ

کی راہ ہے ۷ اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم ۸ مجھے تم پر اگلے

عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ

گروہوں کے دن کا سا خوف ہے ۹ جیسا دستور گزرا نوح کی

نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا

قوم ۱۰ اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد اوروں کا ۱۱ اور اللہ

اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

بندوں پر ظلم نہیں چاہتا ۱۲ اور اے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں

يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ

جس دن پکار مچے گی ۱۳ جس دن پیٹھ دے کر بھاگو گے ۱۴ اللہ سے تمہیں کوئی

تمہیں رب کا زیادہ شکر چاہیے تاکہ تمہاری حکومت و غلبہ قائم رہے ۶۔ اس سے متکلم خارج ہے جیسے اَنَا بِنْدُ وَّلَدُ اٰدَمَ وعظ کا طریقہ یہ ہی مفید ہے کہ واعظ اپنے کو بھی مجرموں میں داخل کر کے گفتگو کرے۔ جیسے کہ ہم آج بے نماز ہو گئے حالانکہ خود نمازی ہے تاکہ واعظ کی خیر خواہی واضح ہو جائے۔ ۷۔ یعنی میرا خیال تو یہ ہی تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے اگر تمہاری رائے نہیں تو نہ قتل کرو۔ اس سے فرعون کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے۔ ورنہ وہ کسی کی رائے ماننے والا کب تھا ۸۔ اگر تم نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا یا ستایا تو یا اگر تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے تو ۹۔ گروہوں سے مراد پچھلی امتیں ہیں جو اپنے انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہہ دینی بڑا جہاد ہے۔ یہ شخص مجاہد اعظم تھا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ فرعون اور فرعونی تاریخ سے واقف تھے اور گزشتہ قوموں کی ہلاکت کی انہیں خبر تھی، بے خبر نہ تھے۔ ایک قبطی یہ تاریخی واقعات بیان کر رہا ہے۔ اور لوگ خاموش ہیں۔ ۱۱۔ جیسے قوم لوط و شعیب وغیرہ۔ ۱۲۔ کہ بغیر نبی بھیجے انہیں ہلاک کر دے یہ بھی اس ہی مومن کا کلام ہے اس میں یہ بھی فرمایا گیا کہ فرعون رب نہیں۔ رب قادر و قیوم اللہ تعالیٰ ہی ہے ۱۳۔ یعنی قیامت کے دن جب فرشتے ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے یا لوگ ایک دوسرے کو پکاریں گے یا اعراف میں کھڑا ہو کر فرشتہ پکارے گا کہ آج موت بھی ذبح کر دی گئی۔ اب جنتی ہمیشہ جنت میں اور دوزخی ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ یہ بھی اس مومن کی تبلیغ ہے کہ لوگوں کو قیامت سے ڈرا رہا ہے ۱۴۔ قبروں سے میدان محشر کی طرف یا حساب کے بعد محشر سے دوزخ کی طرف معلوم ہوا کہ وہ مومن تمام عقائد سے واقف ہے۔

اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
بچانے والا نہیں ۱؎ اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ دکھانے والا
هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ
نہیں ۲؎ اور بے شک اس سے پہلے ۳؎ تمہارے پاس یوسف روشن نشانیاں لے کر آئے ۴؎
فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ
تو تم ان کے لائے ہوئے سے شک ہی میں رہے ۵؎ یہاں تک کہ جب انہوں نے انتقال فرمایا
قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ
تم بولے ہرگز اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا ۶؎ اللہ یوں ہی
يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ
گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا شک لانے والا ہے ۷؎ وہ جو اللہ کی
يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ
آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں ۸؎ بے کسی سند کہ انہیں ملی ہو ۹؎ کس قدر سخت
مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ
بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک ۱۰؎ اللہ یوں ہی مہر کر دیتا
اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ
ہے ۱۱؎ متکبر سرکش کے سارے دل پر اور فرعون بولا ۱۲؎
يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ
اے ہامان میرے لئے اونچا محل بنا ۱۳؎ شاید میں پہنچ جاؤں راستوں تک کاہے کے راستے
السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ
آسمانوں کے ۱۴؎ تو موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں ۱۵؎ اور بے شک میرے گمان میں
كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ
تو وہ جھوٹا ہے ۱۶؎ اور یوں ہی فرعون کی نگاہ میں اس کا برا کام بھلا کر دکھایا گیا ۱۷؎ اور وہ راستے سے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں بچانے والا نہ ہونا کفار کے لئے ہوگا۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے بچانے والے قائم فرمادے گا۔ کیونکہ یہ کفار کے عذاب میں ذکر کیا گیا ۲۔ اس طرح کہ اس کی بدعملیوں کی وجہ سے اس میں گمراہی پیدا فرمادے جیسے ذبح کی وجہ سے موت۔ لہٰذا رب کو گمراہ کرنے والا نہیں کہہ سکتے۔ گمراہ گر شیطان ہے جو گمراہی کی رغبت دیتا ہے۔ جیسے رب کو قاتل نہیں کہہ سکتے وہ خالق موت ہے قاتل نہیں قاتل تو وہ جو سبب موت کا کسب کرے ۳۔ موسیٰ علیہ السلام سے نو سو برس پہلے تمہارے باپ داداؤں کے پاس۔ حضرت یوسف علیہ السلام تبلیغ کے لئے تشریف لائے۔ خیال رہے کہ فرعون کی عمر چار سو برس سے زیادہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام یوسف علیہ السلام سے نو سو برس بعد ہوئے (روح) ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے زمانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی تعلیم و تبلیغ کا کچھ نہ کچھ اثر مصر میں باقی تھا۔ اس لئے یہ مرد مومن اس کا حوالہ دے رہا ہے۔ بینات سے مراد یوسف علیہ السلام کے معجزات ہیں جیسے شیر خوار بچے کی بات کرنا خوابوں کی تعبیر بغیر پڑھے ملک رانی کا اعلیٰ طریقہ وغیرہ ۵۔ کہ تم نے انہیں جادوگر، شاعر وغیرہ کہا۔ تو ان کے متعلق خود تو کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ کفار کو ان کے متعلق شک نہیں تھا۔ وہ تو ان کے نبی نہ ہونے پر یقین کرتے تھے ۶۔ کہ جب ہم نے یوسف علیہ السلام کی اطاعت نہ کی تو اب کوئی شخص رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرے گا اور اگر یہ سچے رسول تھے تو اللہ تعالیٰ اور کسی رسول کو نہ بھیجے گا کیونکہ ہم رسولوں کی بات ماننا ہی نہیں کرتے۔معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ تھی کہ موجودہ نبیوں پر بھی ایمان لائے اور گزشتہ اور آئندہ پر بھی۔ اب مومن وہ ہے جو حضور پر اور سارے گزشتہ نبیوں پر ایمان لائے ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جھٹلانے والا کوئی سچی بات پا نہیں سکتا نہ اسے اچھے عقائد کی ہدایت ملے ۸۔ اس طرح کہ انبیاء کے معجزات جھٹلاتے ہیں۔ جھگڑنے سے جھٹلانا مراد ہے ۹۔ یہ بیان واقعہ کی صفت ہے۔ یعنی نبی کا مخالف ہمیشہ بے سند بے دلیل ہی ہانکا کرتا ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ کفار اور کفر سے بیزاری سنت الہیہ اور سنت مومنین ہے کفار سے راضی ہونا کفار کا طریقہ ہے ۱۱۔ کفر کی، جس سے اس کے دل میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ جیسے پانی میں رہنے سے لوہے میں کھ لگ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ مہر والا کافر بھی مجرم ہے کہ اس نے مہر والے گناہ کیوں کئے آیت بالکل واضح ہے ۱۲۔ حماقت کے طور پر ہامان سے ۱۳۔ اس طرح کہ پہلے پختہ اینٹیں بنا۔ پھر اینٹوں سے محل تیار کر جو بہت اونچا ہو۔ رب نے اس کا قول دوسری جگہ یہ نقل فرمایا۔ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ ۱۴۔ یعنی اس اونچے محل کو میں آسمان پر چڑھنے کا زینہ بنا کر آسمان پر چڑھ جاؤں ۱۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی جگہ میں ماننا کفار کا طریقہ ہے، رب تعالیٰ نہ کسی خاص جگہ پر ہے، نہ ہر جگہ، وہ جگہ سے پاک ہے۔ آسمان ہماری روزی کی جگہ ہے۔ نہ کہ روزی دینے والے کی۔ ۱۶۔ فرعون کی یہ بکواس بھی صرف اپنا بھرم رکھنے کو تھی ورنہ اس کا دل مان چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے رسول ہیں اور ان کا بھیجنے والا سچا رب ہے، اس لئے ایسی نرم گفتگو کر رہا ہے۔ ورنہ صاف کہتا کہ میرے سوا کوئی رب ہو سکتا ہی نہیں۔ آسمان و زمین کا مالک خود میں ہوں اور اگر دہریہ تھا تو کہتا کہ آسمان و زمین خود بخود بن گئے ہیں۔ بہرحال اس کی مجبوری و مقہوری اس عبارت سے ظاہر ہے ۱۷۔ رسول کو جھٹلانا، دعویٰ خدائی کرنا۔ برے کاموں میں مشغول رہنا اس کی اس حماقت کے سبب بنے

۱۔ اسے شیطان اور نفس امارہ نے راہ حق سے روکا۔ ان بد عملیوں کی وجہ سے ۲۔ یعنی فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جتنے داؤ چلائے سب میں ناکام رہا۔ آخر کار فتح موسیٰ علیہ السلام کی ہوئی۔ یہ سنت الہیہ قیامت تک جاری رہے گی ۳۔ یعنی میں موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرتا ہوں تم میری اتباع کرو۔ ہدایت میرے پاس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے نبی کی اطاعت رب کی اطاعت ہے۔ ایسے ہی علماء دین و مشائخ کی اتباع نبی کی اطاعت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کے زمانہ حیات میں بھی علماء کی اتباع کی جاوے چنانچہ غیر فقیہ صحابی فقہا صحابہ کی اتباع کرتے تھے۔ اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ حضور کے زمانہ حیات میں اجماع امت کا اعتبار نہیں مگر

عَنِ السَّبِيْلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾

روکا گیا ۱ اور فرعون کا داؤں ہلاک ہونے ہی کو تھا ۲

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ

اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کی راہ

الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ز

بتاؤں ۳ اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے ۴

وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً

اور بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ۵ جو برا کام کرے تو اسے

فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی ۶ اور جو اچھا کام کرے مرد

اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

خواہ عورت اور ہو مسلمان ۷ تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے ۸

يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ

وہاں بے گنتی رزق پائیں گے ۹ اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا میں تمہیں بلاتا ہوں

اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِيْ

نجات کی طرف ۱۰ اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف مجھے اس طرف بلاتے ہو

لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ز

کہ اللہ کا انکار کروں اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں ۱۱

وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا

اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں ۱۲ آپ ہی ثابت ہوا کہ جس

تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا

کی طرف مجھے بلاتے ہو اسے بلانا کہیں کام کا نہیں دنیا میں ۱۳ نہ

النصف

قیاس فقہاء کا اعتبار ہے حضرت معاذ بن جبل کو حضور نے حاکم یمن بنا کر بھیجا تو پوچھا کس سے فیصلہ کرو گے۔ عرض کیا کتاب اللہ سے‘ فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو عرض کیا اس کے رسول کی سنت سے‘ فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ عرض کیا ثُمَّ اَجْتَهِدُ بِرَأْيِيْ خود قیاس کروں گا اس پر حضور بہت خوش ہوئے (ترمذی وغیرہ) ۴۔ اس مرد مومن نے پہلی ہدایت یہ کی کہ دنیا کی برائی اس کی فنا ان کے ذہن نشین کرائی کیونکہ محبت دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اسی محبت دنیا میں فرعون خدا بنا اور مرزا قادیانی نبی بن بیٹھا۔ نعوذ باللہ منہ ۵۔ یعنی آخرت میں اگر آرام ہے تو دائمی اور اگر مصیبت ہے تو ہمیشہ کی اس لئے آگے نیک و بد اعمال کا ذکر فرمایا کہ یہ آخرت کے آرام و تکلیف کا ذریعہ ہیں۔ ۶۔ یعنی گناہوں کی سزا میں زیادتی نہ ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک اعمال کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔ دوسرے یہ کہ ایمان لا کر بندہ نیک اعمال سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ عمل ضروری ہے ۸۔ خیال رہے کہ جنت اللہ کے فضل سے ملے گی۔ وہاں کا داخلہ ایمان کے ذریعہ ہے وہاں کے درجات اعمال کے ذریعہ۔ مومنوں کے بچے اپنے ماں باپ کے ایمان و عمل کی وجہ سے جنت اور وہاں کے درجات پائیں گے ۹۔ یعنی اتنا ملے گا کہ حساب میں نہ آئے یا وہاں کے کھانے پینے کا کوئی حساب نہ ہو گا۔ جیسے دنیا کے ہر کام کا حساب ہے۔ یا حساب بمعنی گمان یعنی انہیں بے گمان روزی ملے گی ۱۰۔ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی طرف جو جنت ملنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں مالی‘ فرمانا ایسا ہے جیسے عرب والے کہا کرتے ہیں۔ مَالِيْٓ اَرَاكَ حَزِيْنًا مجھے کیا ہوا کہ تجھے غمگین دیکھتا ہوں۔ یعنی تجھے کیا ہوا۔ (روح) ۱۱۔ یہ قید بیان واقعہ کے لئے ہے کیونکہ خدا کے شریک پر نہ کوئی دلیل قائم ہے‘ نہ کسی کو اس کا علم واقعی ہے لوگ محض اپنے وہم سے شرک کرتے ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کی طرف بلانا درحقیقت رب کی طرف بلانا ہے کیونکہ

اس مومن نے لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بلایا تھا کہ ان کی پیروی کرو۔ ۱۳۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان جھوٹے معبودوں کی طرف سے کوئی داعی اور مبلغ نہیں آئے۔ رب کی طرف سچے پیغمبر اور مبلغ دعوت دینے کے لئے بھیجے گئے۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور علماء و صوفیاء رب تعالیٰ کی دلیلیں ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ سچا رب وہ ہے جس کی طرف سچے رسول بلا رہے ہیں۔

فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ

آخرت میں اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے ۱ اور یہ کہ حد سے گزرنے والے

هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ

ہی دوزخی ہیں تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

اسے یاد کرو گے ۲ اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں ۳ بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ

تو اللہ نے اسے بچا لیا ۴ ان کے مکر کی برائیوں سے ۵ اور فرعون والوں کو

سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ ۚ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا

برے عذاب نے آگھیرا ۶ آگ جس پر صبح و شام پیش کئے

وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ

جاتے ہیں ۷ اور جس دن قیامت قائم ہو گی حکم ہو گا ۸ فرعون والوں کو

فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ

سخت تر عذاب میں داخل کرو ۹ اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے ۱۰

فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ

تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع

تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾

تھے ۱۱ تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ

اور تکبر والے بولے ہم سب آگ میں ہیں ۱۲ بے شک اللہ بندوں

حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ

میں فیصلہ فرما چکا ۱۳ اور جو آگ میں ہیں اس کے داروغوں

۱۔ بعد موت سزا و جزا کے لئے لہٰذا اسے راضی کرو ۲۔ یعنی نزول عذاب کے وقت میری نصیحت یاد کرو گے اور پچھتاؤ گے۔ مگر اس وقت پچھتانا کام نہ آئے گا۔ معلوم ہوا کہ وہ ولی اللہ یہ بھی جانتا تھا کہ قوم ایمان نہ لائے گی یہ بھی جانتا تھا کہ ان پر عذاب الٰہی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں کو علم غیب دیتا ہے۔ ۳۔ فرعونیوں نے بجائے نصیحت قبول کرنے کے اس مرد مومن کو دھمکانا شروع کیا کہ ہم تمہیں قتل کر ڈالیں گے۔ اس لئے اس نے یہ کہا یہ دعا ہر مصیبت اور دشمن کے مقابلہ کے وقت پڑھنی چاہیے۔ بہت مفید ہے ۴۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس قبطی مومن نے بھی نجات پائی اگرچہ وہ فرعون کی قوم سے تھا۔ نیز اس قبطی نے بھی نجات پائی جو بہروپیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل رہا کرتا تھا۔ صرف موسیٰ علیہ السلام کی سی شکل بنانے کی وجہ سے جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ حدیث کی شرح میں ہے ۵۔ چنانچہ وہ مومن شمعان یا حزبیل فرعونیوں سے نکل کر پہاڑ میں داخل ہو گیا۔ نماز کی نیت باندھ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے آس پاس درندوں جانوروں کا پہرہ مقرر فرما دیا۔ فرعون نے ایک ہزار سپاہی اس کی تلاش میں بھیجے جو اس غار تک پہنچے۔ ان میں سے بعض کو درندوں نے پھاڑ ڈالا بعض بھاگ کر فرعون کے پاس پہنچے اور یہ واقعہ اس سے بیان کیا۔ فرعون نے ان سپاہیوں کو سولی دے دی تاکہ یہ راز ظاہر نہ ہو جائے (خزائن العرفان و روح البیان) ۶۔ کہ دنیا میں تو فرعون کے ساتھ ڈبو دیئے گئے۔ قبر و آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ۷۔ اسطرح کہ ان کی قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت ہی رہتی ہے مگر آگ کی پیشی صبح و شام ہوتی رہے گی قیامت تک۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عذاب قبر برحق ہے' دوسرے یہ کہ عذاب قبر جہنم میں داخل ہو کر نہ ہو گا بلکہ دور سے دوزخ کی گرمی پہنچا کر۔ تیسرے یہ کہ حساب قبر صرف ایمان کا ہے اور حساب قیامت میں ایمان و اعمال دونوں کی جانچ ہے اس لئے کہ اس آیت میں آل فرعون کے لئے دو عذابوں کا ذکر ہوا جہنم کی آگ پر پیش ہونا قیامت سے پہلے پھر قیامت میں دوزخ میں داخلہ ہونا ۸۔ اس دن عذاب کے فرشتوں کو علانیہ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے عذاب مختلف ہوں گے سخت کافروں کا عذاب بھی سخت ہے ہلکے کافروں کا عذاب بھی ہلکا جیسا کہ اشد سے معلوم ہوا۔ ۱۰۔ فرعون اور فرعونی لوگ یا سارے کفار۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں یہ لڑائی جھگڑے کفار کے ساتھ خاص ہیں۔ مومن گنہگار اگرچہ دوزخ میں جاویں لیکن یہ آپس کے لعن طعن نہ ہوں گے۔ انشاء اللہ ۱۱۔ کہ تمہاری بدولت کافر بنے آج کچھ کام آؤ۔ ان کی یہ بکواس ہر طرف سے مایوسی کے بعد ہو گی۔ ۱۲۔ یعنی ہم بھی چو طرفہ سے آگ میں ہیں تمہاری آگ میں سے اپنے پر کس طرح لیں ۱۳۔ دوزخی' دوزخ میں اور جنتی جنت میں جا چکے۔ اب عذاب ہلکا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو جو تکلیف اول داخلہ کے وقت ہو گی وہ ہی ہمیشہ رہے گی دنیا کی طرح عادت پڑنے کے بعد کم محسوس نہ ہو گی۔

۱۔ معلوم ہوا کہ جنمی کفار دوزخ میں پہنچ کر بزرگوں کے وسیلہ کے قائل ہو جائیں گے اگرچہ دنیا میں اس کے منکر تھے۔ اسی لئے وہ دوزخ کے فرشتوں سے دعا کے لئے عرض کریں گے۔ ۲۔ ہم کافروں کے لئے دعائے مغفرت نہیں کرتے معلوم ہوا کہ کافروں کے لئے دعا مغفرت کرنی منع ہے ۳۔ یعنی آخرت میں کفار کی دعا قبول نہ ہو گی۔ دنیا میں ان کی دعا کی قبولیت میں اختلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ ان کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں ۴۔ اس طرح کہ ان کے دلائل قوی کریں گے۔ ان کا دین سب دینوں پر غالب کریں گے ان کے دشمنوں سے بدلہ لیں گے۔ خیال رہے کہ کبھی مسلمانوں کا مغلوب ہو جانا عارضی طور پر امتحان کے لئے ہوتا ہے۔ پھر انجام کار

جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾

سے بولے اپنے رب سے دعا کرو لہ ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا

انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لاتے تھے بولے

بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ

کیوں نہیں بولے تو تمہیں دعا کرو ؎ اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے

ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي

پھرنے کو ۳ بے شک ہم ضرور اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا

۴ دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے ۵ جس دن

يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ

ظالموں کو انکے بہانے کچھ کام نہ دیں گے ۶ اور انکے لئے لعنت ہے ۷ اور

سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا

ان کے لئے برا گھر اور بے شک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی ۸ اور

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي

بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا ۹ عقلمندوں کی ہدایت اور

الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ

نصیحت کو ۱۰ تو اے محبوب تم صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۱۱ اور اپنوں کے

لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾

گناہوں کی معافی چاہو ۱۲ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اسکی پاکی بولو

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ

۱۳ وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں ۱۴ بے کسی سند کے جو انہیں ملی ہو

غلبہ مومنوں ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۵۔ قیامت کے دن جبکہ فرشتے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ رسولوں کی تبلیغ اور کفار کی سرکشی کی گواہی دیں گے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ مومن کی مدد مرتے وقت اور قبر میں بھی فرماتا ہے کہ ایمان پر قائم رکھتا ہے۔ اس ہی کی مدد سے ایمان پر خاتمہ قبر کی کامیابی نصیب ہوتی ہے فرماتا ہے يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی توبہ و معذرت وہاں بھی قبول ہو گی کافر کا ایمان مرتے وقت کی توبہ قبول نہیں مسلمان کی مرتے وقت کی توبہ قبول ہو گی۔ مومن کے لئے رحمت اور اچھا گھر ہو گا ۷۔ اس طرح کہ کافر دوزخی ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور فرشتوں، جنتی مسلمانوں بلکہ خود رب تعالیٰ کی طرف سے ان پر پھٹکار پڑے گی۔ یہ لعنت بھی صرف کفار کے لئے ہے۔ گنہگار مومن اس سے محفوظ ۸۔ ھدیٰ سے مراد یا توراۃ ہے یا معجزات یا رہنمائی۔ تیسرے معنی نہایت موزوں ہیں۔ یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو راہنما یا ہادی بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام لوگوں کو ہدایت نبی سے ملتی ہے۔ اور نبی کو براہ راست حق تعالیٰ سے جیسے تمام جہان کو روشنی سورج سے اور سورج کو روشنی رب تعالیٰ نے بلاواسطہ بخشی۔ پیغمبر ظہور نبوت اور کتاب کے نزول سے پہلے ہی ہدایت پر ہوتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر پرورش پانے کے زمانہ میں بھی ہدایت پر تھے کہ فرعون کو چپت لگاتے رہتے تھے ۹۔ کتاب سے مراد توراۃ یا تمام وہ کتب و صحیفے ہیں جو بنی اسرائیل کو بواسطہ رسل ملے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء وارث رسول ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی وراثت مالی تقسیم نہیں ہوتی۔ ان کی وراثت مالی نہیں کمالی ہے۔ ان سے کمال لو' یہ میراث ہمیشہ ملتی رہے گی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی تعلیم سے عقلمند لوگ ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہاں عقل سے مراد وہی عقل ہے جو دین کی طرف رہنمائی کرے۔ ۱۱۔ وہ تمہارا دین ضرور غالب فرما دے گا رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا۔ ۱۲۔ یہاں گناہ کی نسبت حضور کی طرف کسب کی نہیں بلکہ تصییر کی ہے یعنی جن چیزوں کو آپ نے گناہ بنا دیا جیسے کہا جاتا ہے کہ چوری اسلام کا گناہ ہے یعنی جسے اسلام نے گناہ قرار دیا۔ یا یہ نسبت ذمہ داری کی ہے۔ جیسے وکیل کہتا ہے میرا مقدمہ ۱۳۔ صبح شام سے مراد ہمیشہ ہے' رب فرماتا ہے۔ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا جنتیوں کو صبح و شام رزق ملے گا' یعنی ہمیشہ یا اس سے مراد پانچوں نمازیں ہیں یا صبح و شام کے ذکر کیونکہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں ۱۴۔ یعنی کفار قریش جو قرآنی آیات جھٹلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا اس سے علماء کرام کی قرآنی صحیح تاویلیں اور علمی خدمات خارج ہیں۔ کہ وہ جھگڑا نہیں بلکہ جھگڑا مٹانا ہے۔

اَنَّهُمْ اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِیْهِ
ان کے دلوں میں نہیں مگر ایک بڑائی کی ہوس ۱ جسے نہ پہنچیں گے ۲

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ
تو تم اللہ کی پناہ مانگو بے شک وہی سنتا دیکھتا ہے ۳ بے شک

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ
آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ۴ لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى
بہت لوگ نہیں جانتے ۵ اور اندھا اور انکھیارا

وَ الْبَصِیْرُ ۙ۬ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
برابر نہیں اور نہ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

وَ لَا الْمُسِیْٓءُ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ
اور بدکار ۶ کتنا کم دھیان کرتے ہو بے شک قیامت ضرور

لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾
آنے والی ہے ۷ اس میں کچھ شک نہیں لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے ۸

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ
اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا ۹ بے شک وہ جو

یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ
میری عبادت سے اونچے کھینچتے ہیں ۱۰ عنقریب جہنم میں جائیں گے

دٰخِرِیْنَ ﴿۶۰﴾ؑ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا
ذلیل ہو کر ۱۱ اللہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں آرام

فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى
پاؤ ۱۲ اور دن بنایا آنکھیں کھولتا ۱۳ بے شک اللہ لوگوں پر فضل

ا۔ جس نے انہیں حضور کی اطاعت سے محروم رکھا کہ ہم قوم کے سردار ہیں۔ کسی کی اطاعت کیوں کریں۔ خیال رہے کہ کافر کے مقابل جہاد میں مومن کا تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان بھائی کے مقابل تکبر حرام ہے اور نبی کے مقابل تکبر کفر شیطان نے تیسرا تکبر کیا مارا گیا۔ ۲۔ بلکہ ذلیل ہوں گے' ایسا ہی ہوا ۳۔ معلوم ہوا کہ حاسدوں کے مکر سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے' رب فرماتا ہے۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۴۔ تمہاری دانست میں' ورنہ رب کی قدرت سب چھوٹی بڑی چیز پر یکساں حاوی ہے رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم نے آسمان و زمین ایجاد فرما دیئے تو انہیں دوبارہ پیدا فرمانا کیا مشکل ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ دینی قیاس نہ کرنا جرم ہے۔ کفار نے اپنی دوبارہ پیدائش کو آسمان و زمین کی پیدائش پر قیاس نہ کیا اس لئے یہ عتاب فرمایا گیا۔ ۶۔ یہ اندھے اور انکھیارے کا بیان ہے۔ یعنی یہاں اندھے سے مراد کافر اور انکھیارے سے مراد مومن ہے ۷۔ قیامت کا نام ساعت بھی ہے کیونکہ وہ مومن کو ایک گھڑی سی معلوم ہوگی۔ یا اس لئے کہ قیامت کا قیام اچانک پل بھر میں ہو جاوے گا۔ ۸۔ حالانکہ قیامت پر ہزارہا دلائل قائم ہیں۔ ہمارا روزانہ سو کر جاگنا قیامت کی دلیل ہے۔ خشک کھیتوں کا بارش سے ہرا بھرا ہو جانا قیامت کی برہان ہے۔ یہاں بہت لوگوں سے مراد قیامت کے منکر کافر ہیں اور کثرت سے کثرت اضافی مراد ہے کیونکہ کافر زیادہ ہیں مومن تھوڑے ۹۔ یعنی میری عبادت کرو میں قبول کروں گا۔ جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے' یا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ یا مجھے پکارو میں جواب دوں گا یا مجھ سے بھیک مانگو میں عطا کروں گا بہر حال دعا کرنی ہے رب سے ہر چھوٹی بڑی چیز مانگنی بھی عبادت ہے کہ اس کا حکم دیا گیا۔ خیال رہے کہ اس عبادت یا دعا کے قبول کرنے کا وعدہ ہے جو قابل قبول ہو۔ رب فرماتا ہے۔ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ ۱۰۔ اس طرح کہ رب کی عبادت میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ مسجد میں آنے' فقراء کے ساتھ کھڑے ہونے میں اپنی ذلت تصور کرتے ہیں جیسے عام سرداران قریش کا حال تھا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ رسوائی اور ذلت صرف کفار کے لئے ہوگی۔ اور گنہگار مومن اگرچہ جہنم میں جائے مگر اس کی رسوائی اور ذلت نہ ہوگی اس کا حال کسی کو معلوم نہ ہو گا ۱۲۔ اول رات میں سو کر آخر رات میں رب کی بارگاہ میں رو کر جسمانی اور روحانی آرام پاؤ۔ معلوم ہوا کہ رات کھیل تماشوں میں گزارنا گناہ ہے۔ بلکہ بلاوجہ جاگتے رہنا مناسب نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۳۔ تاکہ اس میں کمائی کرو اور ہر کام اطمینان سے انجام دو۔

ع ۶ / ۱۱

۱۔ معلوم ہوا کہ جس کو جو ملا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملا' نہ کہ اپنے ذاتی استحقاق سے ۲۔ خیال رہے کہ ہر نعمت کا شکر جداگانہ ہے۔ وقت کا شکریہ ہے کہ ہر وقت جائز کام میں صرف کرے اور کچھ وقت اللہ کے ذکر اور دینی خدمت میں خرچ کرے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی زکوۃ ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی' بری بھلی چیز کا اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ جو کسی چیز کا خالق غیر اللہ کو مانے وہ اس آیت کا مخالف ہے جیسے معتزلہ کہ وہ اعمال کا خالق خود بندے کو مانتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بری چیزوں کا پیدا فرمانا برا نہیں۔ شیطان برا ہے مگر شیطان کا پیدا کرنا برا نہیں۔ اس میں ہزارہا حکمتیں ہیں ۴۔ کہ رب کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ

والا ہے [۱] لیکن بہت آدمی شکر نہیں کرتے [۲] وہ ہے

اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى

اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا [۳] اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں اوندھے

تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

جاتے ہو [۴] یوں ہی اوندھے ہوتے ہیں وہ جو اللہ کی آیتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا

انکار کرتے ہیں [۵] اللہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین ٹھہراؤ بنائی [۶]

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ

اور آسمان چھت [۷] اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں [۸]

رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ

اور تمہیں ستھری چیزیں روزی دیں [۹] یہ ہے اللہ تمہارا رب تو بڑی برکت والا

اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

ہے اللہ رب سارے جہان کا [۱۰] وہی زندہ ہے [۱۱] اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

تو اسے پوجو نرے اسی کے بندے ہو کر [۱۲] سب خوبیاں اللہ کو جو سارے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ

جہان کا رب تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں [۱۳] کہ انہیں پوجوں جنہیں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ

تم اللہ کے سوا پوجتے ہو [۱۴] جب کہ میرے پاس روشن دلیلیں میرے

رَّبِّيْ ۫ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ

رب کی طرف سے آئیں [۱۵] اور مجھے حکم ہوا ہے کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں [۱۶]

ہو۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا راستہ سیدھا ہے جو خدا تک پہنچاتا ہے۔ باقی راستے اوندھے ۵۔ اللہ کی آیتوں سے مراد یا تو قرآنی آیات یا حضور کے معجزات ہیں' ان کے انکار کرنے سے مراد ان کا قبول نہ کرنا اور نہ ماننا ہے یا آیتوں سے مراد دلائل قدرت ہیں جو عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تو ان کے انکار سے مراد ان میں غور نہ کرنا ہے' یا ان چیزوں کو کسی اور کی مخلوق ماننا۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جو اسلام سے محروم رہا وہ ہمیشہ اوندھے ہی کام کرے گا قلب ٹھیک ہو تو قالب درست ہوتا ہے۔ عقیدے درست ہوں تو اعمال خیر ہوتے ہیں ۶۔ جس میں کہ تم زندگی اور موت کے بعد ٹھہرو گے' خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر قیام عارضی ہے جیسے ہم کچھ دیر کے لئے ہوائی جہاز کے ذریعے ہوا میں اڑیں۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی زمین پر ہی رہیں گے اور زمین میں ہی دفن ہوں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہاری خاطر زمین کو ٹھہرا دیا کہ بالکل جنبش نہ کرے۔ لہٰذا موجودہ سائنس کا زمین کو متحرک ماننا باطل ہے ۷۔ جو قبے کی طرح ہمیشہ تم پر سایہ کئے ہوئے ہے ۸۔ کہ تمہیں سیدھی قامت بخشی' جانوروں کی طرح نہ بنایا۔ تمہیں کھانے کے لئے ہاتھ بخشے تاکہ تمہارا سر رزق کے آگے نہ جھکے رازق کے آگے جھکے سبحان اللہ ۹۔ حلال و مزیدار چیزیں کہ بھوسہ جانور کھائیں۔ دانہ کی ہزار طرح کی غذائیں بنا کر تم کھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال مزیدار رزق چھوڑ دینا فقیری نہیں بلکہ گناہ ہے گناہ چھوڑ دینا فقیری اور کمال ہے حضور نے مرغ بھی کھائے ہیں ۱۰۔ کہ بڑے چھوٹے اس کے حاجت مند ہیں' وہ سب سے بے نیاز غنی' خیال رہے کہ اللہ رب العٰلمین ہے حضور رحمتہ للعالمین ہیں۔ یعنی جس کا اللہ رب ہے اس کے لئے حضور رحمت ہیں ۱۱۔ حقیقی زندہ' ہمیشہ سے زندہ ہمیشہ تک زندہ صرف وہ ہے باقی مجازی عارضی زندہ ہیں۔ ایسے ہی حقیقی کارساز صرف وہ ہے۔ مجازی کارساز اس کے محبوب بندے ۱۲۔ ظاہری باطنی شرک سے بچتے ہوئے ۱۳۔ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی کیونکہ حضور نے نبوت کے ظہور اور قرآن

کے نزول سے پہلے بھی غیر خدا کی عبادت نہ کی۔ ۱۴۔ یہاں دعا کے معنی صرف پکارنا نہیں بلکہ پوجنا ہیں کیونکہ اس کے مقابلہ میں اسلام کا ذکر ہے۔ نیز اس سے پہلے بھی پوجنے کا ذکر ہو چکا ہے۔ نهيت ان اعبد اسلام میں غیر خدا کی پوجا شرک ہے نہ کہ محض پکارنا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق میں ملاحظہ کریں۔ ۱۵۔ یہاں روشن دلیلوں سے مراد وہ دلائل توحید ہیں جو رب تعالیٰ نے حضور کو پہلے سے سمجھا دیئے تھے' نہ کہ صرف آیات قرآنیہ (روح) کیونکہ حضور اول ہی سے دین فطرت پر قائم' رب کے عابد و ساجد تھے لہٰذا آیت کے معنی یہ نہیں کہ جب قرآن اترا تو میں نے بتوں کی عبادت چھوڑی۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بچپن شریف میں ہی چاند سورج تاروں کو ڈوبتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ رب کیسے ہو سکتے ہیں (قرآن کریم) ۱۶۔ یعنی اس کی اطاعت و فرمانبرداری کروں' اس میں ساری عبادات داخل ہیں۔ اس

ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر پانی کی بوند سے ۱؎ پھر خون

عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ

کی پھٹک سے ۲؎ پھر تمہیں نکالتا ہے بچہ ۳؎ پھر تمہیں باقی رکھتا ہے کہ اپنی جوانی کو پہنچو ۴؎ پھر

لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ

اس لئے کہ بوڑھے ہو ۵؎ اور تم میں کوئی پہلے ہی اٹھا لیا جاتا ہے ۶؎

وَلِتَبْلُغُوٓا أَجَلًا مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ هُوَ

اور اس لئے کہ تم ایک مقرر وعدہ تک پہنچو ۷؎ اور اس لئے کہ سمجھو ۸؎ وہی ہے

ٱلَّذِي يُحْيِۦ وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ

کہ جلاتا اور مارتا ہے پھر جب کوئی حکم فرماتا ہے تو اس سے یہی کہتا ہے

لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ يُجَٰدِلُونَ فِيٓ

کہ ہو جا جبھی وہ ہو جاتا ہے ۹؎ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں

ءَايَٰتِ ٱللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا بِٱلْكِتَٰبِ

جھگڑتے ہیں ۱۰؎ کہاں پھیرے جاتے ہیں ۱۱؎ وہ جنہوں نے جھٹلائی کتاب

وَبِمَآ أَرْسَلْنَا بِهِۦ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾

اور جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا ۱۲؎ وہ عنقریب جان جائیں گے

إِذِ ٱلْأَغْلَٰلُ فِيٓ أَعْنَٰقِهِمْ وَٱلسَّلَٰسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي

جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں گھسیٹے جائیں گے ۱۳؎

ٱلْحَمِيمِ ثُمَّ فِي ٱلنَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ

کھولتے پانی میں پھر آگ میں دہکائے جائیں گے ۱۴؎ پھر ان سے فرمایا جائے گا

أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالُوا

کہاں گئے وہ جو تم شریک بناتے تھے اللہ کے مقابل ۱۵؎ کہیں گے

(بقیہ صفحہ ۷۵۶) سے معلوم ہوا کہ حضور اول سے ہی عبادات سے واقف ہیں۔

۱۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ پھر ان کی نسل کو نطفے سے یا اس طرح کہ مٹی سے غذا بنائی غذا سے نطفہ اور نطفہ سے انسان۔ بہر حال آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ انسان کے خمیر میں اگرچہ پانی ہوا آگ بھی ہے۔ مگر یہ چیزیں مٹی کے تابع ہیں۔ جیسے روٹی پکانے کے لئے پانی سے آٹا گوندھا جاتا ہے۔ ۲۔ کہ نطفہ ماں کے رحم میں چالیس دن کے بعد قطرہ خون بن جاتا ہے۔ پھر چالیس دن کے بعد پارہ گوشت پھر بچہ ۳۔ نا سمجھ' کمزور' روح البیان نے فرمایا کہ چھ سال کی عمر تک انسان طفل کہلاتا ہے۔ پھر صبی' انسان کی عمریں اور ان کے نام ہم پہلے تفصیل وار ذکر کر چکے ہیں ۴۔ جوانی ۱۸ سال سے تیس سال تک کی عمر کا نام ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہ عمر شباب کی ہے اکیس سال کی عمر اشد کی (روح) ۵۔ پچاس سال سے آخر عمر تک کا نام بڑھاپا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اسی برس تک بڑھاپا پھر ہرم یعنی سٹھاپا جبکہ انسانی عقل گھٹ جاتی ہے۔ اسے اردو میں سٹھ جانا۔ پنجابی میں سترہ بہترہ ہو جانا کہتے ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم ۶۔ بڑھاپے سے پہلے یا جوانی سے بھی پہلے موت آ جاتی ہے۔ یہ بھی رب کی قدرت ہے کہ بعض قوی لوگ جلد مرجاتے ہیں اور کمزور دیر تک جیتے رہتے ہیں ۷۔ مقرر وعدے سے مراد یا موت ہے تب تو یہ پچھلے مضمون ہی کا بیان ہے یا قیامت ہے تو مطلب یہ ہوا کہ جیسے دنیا میں ایک خاص وقت تک رہتے ہو ایسے ہی عالم برزخ میں بھی خاص وقت تک ہی رہو گے وہاں بھی ہیشگی نہیں ۸۔ کہ خالق وہ ہے جو ان سب کو حرکت دے رہا ہے جس کی قوت و ارادے سے سارے عالم میں انقلاب ہو رہے ہیں ۹۔ اس میں قدرت کا ذکر ہے اور پہلی آیت میں قانون کا۔ یعنی قانون ہے مٹی نطفہ وغیرہ سے بنانا۔ قدرت ہے فقط ارادہ سے پیدا فرمانا یا وہاں اجسام کی پیدائش کا ذکر ہے یہاں عالم امر کی پیدائش کا ذکر ۱۰۔ اس طرح کہ آیت قرآنیہ کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی کفار' اس آیت کو مجتہدین علماء کے اختلاف سے کوئی تعلق نہیں کہ ان کے اختلافات آیات کی تحقیق کے لئے ہیں۔ اسی لئے آگے ارشاد ہے۔ کذبوا بالکتب ۱۱۔ انہیں نفس امارہ اور شیطان حق سے باطل کی طرف پھیرتا ہے۔ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے علیحدہ ہو جائے ۱۲۔ اس سے انبیاء کرام کی کتابیں یا ان کے معجزات یا ان کے عقائد مراد ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو تمام انبیاء ان کی کتب ان کے معجزات ان کے درجات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ یہ تینوں عذاب کفار سے خاص ہیں گنہگار مومن ان سے محفوظ رہے گا یعنی گلے میں طوق پاؤں میں زنجیر' گھسیٹ کر دوزخ میں پھینکا جانا مرے ہوئے کتے کی طرح ۱۴۔ معلوم ہوا کہ کفار کو پہلے کھولتے پانی میں غوطہ دیا جائے گا پھر دوزخ میں پہنچایا جاوے گا۔ یہ تمام کام فرشتے کریں گے ۱۵۔ بت یا چاند سورج وغیرہ یا ان کے سرداران کفر۔ غرضیکہ اس کو انبیاء سے کوئی تعلق نہیں۔

ع ۸ ۱۲

ا۔ کہ یہ سب چیزیں دوزخ میں ہی موجود ہوں گی مگر ان کفار کی امداد نہ کر سکیں گی بلکہ سورج و پتھر وغیرہ تو اور عذاب دیں گے ۲۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم کسی بت کی پوجا کرتے ہی نہ تھے۔ تب تو یہ اپنے شرک کا انکار ہے یا جن کی ہم پوجا کرتے تھے وہ کچھ بھی نہ تھے۔ ہم تو ان کی مدد کی آس لگائے تھے۔ آج معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ ۳۔ کہ آج وہ اپنے شرک کو بھی بھول گئے۔ یا دنیا میں باطل کو حق سمجھ بیٹھے ۴۔ اس طرح کہ بت پرستی پر فخر کرتے اور خوش ہوتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ ناحق خوشی کفر ہے اور حق خوشی عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا لہٰذا ہولی دیوالی کی خوشی کفر ہے'

ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ۭ

وہ تو ہم سے گم گئے لہ بلکہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے ۲

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

اللہ یوں ہی گمراہ کرتا ہے کافروں کو ۳ یہ اس کا بدلہ ہے جو تم

تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

زمین میں باطل پر خوش ہوتے تھے ۴ اور اس کا بدلہ ہے جو تم

تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

اتراتے تھے ۵ جاؤ جہنم کے دروازوں میں ۶ اس میں ہمیشہ رہنے

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

تو کیا ہی برا ٹھکانا مغروروں کا ۷ تو تم صبر کرو ۸ بے شک اللہ کا

اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ

وعدہ سچا ہے تو اگر ہم تمہیں دکھا دیں کچھ وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

ہے یا تمہیں پہلے ہی وفات دیں ۹ بہر حال انہیں ہماری ہی طرف پھرنا اور بے شک ہم نے

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ

تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا ۱۰

وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ

اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا ۱۱ اور کسی رسول کو نہیں پہنچتا

اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُ

کہ کوئی نشانی لے آئے بے حکم خدا کے ۱۲ پھر جب اللہ کا حکم

اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ ع

آئے گا سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور باطل والوں کا وہاں خسارہ ۱۳

عید کی خوشی عبادت' دیوتاؤں کے جنم دن منانا کفر ہے اور حضور کا عید میلاد منانا عبادت ۶۔ کفار کا ہر گروہ اس دروازے سے جائے جس کا وہ اہل ہے۔ جہنم کے مختلف طبقے ہیں ہر طبقے کے علیحدہ دروازے جنت کا بھی یہی حال ہے ۷۔ جو انبیاء و اولیاءؒ علماء امت کے مقابل غرور اور تکبر کرتے تھے' ان کے پاس بیٹھنے' ان کی اطاعت کو اپنی توہین سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی بارگاہ میں تکبر کفر ہے۔ وہ نیچے ہونے کی جگہ ہے ۸۔ ان کفار کی ایذا پر اور ان پر جہاد نہ کرو یا ان کے عذاب میں جلدی نہ کرو۔ یہ اپنے وقت پر ضرور آئے گا۔ پہلی صورت میں یہ آیت منسوخ ہے دوسری میں محکم ۹۔ یہ اگر مگر رب کے علم کے لحاظ سے نہیں وہ تو علیم و خبیر ہے مقصد یہ ہے کہ کفار پر بعض عذاب آپ کی حیات شریف میں آئیں گے جیسے بدر و حنین کے عذاب اور بعض آپ کی وفات کے بعد جیسے زمانہ صحابہ خصوصًا عمر فاروق کے زمانے کی فتوحات کے عذاب جو جنگ قادسیہ و یرموک وغیرہ میں آئے۔ ظاہری آنکھوں سے حیات شریف میں دکھانا ہے ورنہ حضور اب بھی سارے عالم کو دیکھ رہے ہیں ۱۰۔ قرآن شریف میں صراحۃً ۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں بعض رسولوں کے نام صراحۃً آئے مگر ان کا واقعہ بالکل مذکور نہ ہوا جیسے حضرت یسع علیہ السلام بعض کے واقعات تو مذکور ہوئے مگر نام نہ آئے جیسے حضرت حزقیل و خضر علیہ السلام بعض پیغمبروں کے نام بھی مذکور ہیں اور قصے بھی جیسے حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام۔ بعض کا بالکل ذکر نہیں جیسے حضرت دانیال وغیرہ مگر اجمالی ذکر سب کا ہے۔ خیال رہے کہ کل انیس پیغمبروں کا قرآن میں صریحی ذکر ہے ۱۱۔ یہاں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ قرآن میں بیان کرنے کی نفی ہے ورنہ حضور ہر پیغمبر کے حال کو جانتے ہیں رب فرماتا ہے كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الرُّسُلِ حضور نے معراج میں تمام پیغمبروں سے ملاقات فرمائی۔ حضور ان انبیاء سے گفتگو بھی فرماتے تھے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا ۱۲۔ شان نزول کفار مکہ دن رات نئے نئے معجزات حضور سے مانگتے تھے۔ دیکھے ہوئے معجزوں پر بس نہ کرتے تھے' کہتے تھے کہ سونے کے پہاڑ دو وغیرہ ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ خیال رہے کہ سب معجزات رب کے اذن سے ہوتے ہیں کسی میں پیغمبر کو اختیار دیا جاتا ہے جیسے عصا کا سانپ کہ جب ڈالا سانپ بنا' کسی میں نہیں دیا جاتا جیسے نزول آیات قرآنیہ۔ ۱۳۔ یعنی اب یہ لوگ عذاب یا موت دیکھ کر ہی ایمان لائیں گے جب کہ ایمان لانا معتبر نہ ہو گا۔ ورنہ قبول ایمان کے لئے ایک معجزہ ہی کافی ہوتا ہے۔ انہوں نے تو ہزارہا معجزے دیکھ لئے

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ

اللہ ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے کہ کسی پر سوار ہو [1] اور

مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا

کسی کا گوشت کھاؤ [2] اور تمہارے لئے ان میں کتنے ہی فائدے ہیں [3] اور اس لئے کہ

عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَ عَلَیْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ

تم ان کی پیٹھ پر اپنے دل کی مرادوں کو پہنچو [4] اور ان پر اور کشتیوں پر

تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ ۖۗ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾

سوار ہوتے ہو [5] اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے [6] تو اللہ کی کونسی نشانی کا انکار کرو گے

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ

[7] تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا [8] کہ دیکھتے ان سے

عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ

اگلوں کا کیسا انجام ہوا [9] وہ ان سے بہت تھے اور

وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى

اور ان کی قوت اور زمین میں نشانیاں ان سے زیادہ تو انکے کیا کام

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ

آیا جو انہوں نے کمایا [10] تو جب ان کے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ

ان کے رسول روشن دلیلیں لائے تو وہ اسی پر خوش رہے [11] جو ان کے پاس

الْعِلْمِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾

دنیا کا علم تھا [12] اور انہیں پر الٹ پڑا جس کی ہنسی بناتے تھے [13]

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا

پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا بولے ہم ایک اللہ پر ایمان لائے [14]

۱۔ یعنی تمہارے استعمال کے بعض جانور وہ ہیں جن پر تم صرف سوار ہوتے ہو' کھاتے نہیں جیسے گھوڑا' خچر' بعض کو صرف کھاتے ہو سوار نہیں ہوتے جیسے بکری' مرغی' بعض کو کھاتے بھی ہو سواری میں بھی استعمال کرتے ہو۔ جیسے اونٹ' بیل' یہ حصر منع جمع کے لئے نہیں ۲۔ ان کے دودھ' اون انڈے استعمال ہوتے ہیں ۳۔ کہ ان پر لاد کر سامان تجارت لے جاؤ اور نفع کماؤ ۴۔ خشکی میں جانوروں پر سمندر میں کشتیوں پر سفر کرتے ہو' پانی کشتی کو غرق نہیں کرتا ۵۔ ان سواریوں سے پتہ لگاؤ کہ جیسے سمندر کا سفر کشتی کے بغیر ناممکن ہے ایسے ہی دریائے معرفت کا سفر شریعت کی کشتی کے بغیر نہیں ہو سکتا ۶۔ یعنی یہ نشانیاں ایسی ظاہر ہیں یا ظاہر ہوں گی کہ ان کے انکار کی کوئی صورت نہ ہو گی۔ انکا انکار نہ کرے گا مگر عقل کا اندھا لہٰذا رب کو ایک اور اس کے رسولوں' کتب کو برحق مانو ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زمین میں سفر کر کے کفار کی اجڑی بستیوں میں جانا عذاب الٰہی دیکھنے کے لئے جائز بلکہ بہتر ہے' دوسرے یہ کہ صالحین کے مزارات پر سفر کر کے جانا' وہاں اللہ کی رحمتیں دیکھنے کے لئے بھی بہتر ہے۔ حدیث شریف میں جو فرمایا گیا کہ سوا تین مسجدوں کے اور کہیں کا سفر نہ کرو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی اور مسجد میں سفر کر کے نہ جاؤ یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ہوتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاریخی واقعات اور یادگاروں کے ثبوت کے لئے قرآنی آیت یا حدیث ضروری نہیں صرف شہرت کافی ہے۔ دیکھو رب نے ان قوموں کے جغرافیائی پتے نہ بتائے بلکہ فرمایا کہ ان بستیوں کو دیکھ کر عبرت پکڑو۔ عرب والوں کو ان قوموں کے تاریخی واقعات ان کے مقامات صرف شہرت سے معلوم تھے اس سے صدہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ نسب' وقف' تبرکات کا ثبوت صرف شہرت سے ہو سکتا ہے اس کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت نہیں ۹۔ یعنی ان کفار کی تعداد بھی تم سے بہت زیادہ تھی اور مال و دولت بھی تم سے کہیں بڑھ کر۔ ان کی چھوڑی ہوئی نشانیاں عمارات وغیرہ تم سے کہیں زیادہ۔ مگر انبیاء کی مخالفت سے جب ان پر عذاب آیا تو ان کی یہ تمام چیزیں انہیں بچا نہ سکیں تو تم کس بل بوتے پر سید الانبیاء کا مقابلہ کرتے ہو۔ ۱۰۔ ایسے ہی ان کفار کو ان کے مال جماعتیں رب کے عذاب سے نہ بچا سکیں گی۔ معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے اور قطعی قیاس عقائد میں بھی کام آتا ہے۔ یعنی مشترک علت کیوجہ سے حکم مشترک کرنا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے مقابلہ میں خوشی منانا بھی کفر ہے۔ جیسے پیغمبر کی محبت میں خوشی منانا عبادت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر سے اپنے کو بڑا عالم ماننا کفر ہے' وہاں نہ علم دیکھا جاتا ہے نہ عقل' وہاں اطاعت دیکھی جاتی ہے ۱۲۔ یہاں علم سے مراد یا تو ان کے مشرکانہ عقیدے ہیں جو لغۃً علم ہیں' اصطلاحاً جہالت' یا ان کے عقلی علوم جو نبی کی تعلیم کے خلاف تھے۔ جیسے آج سائنس والے کہتے ہیں کہ آسمان کچھ نہیں یا زمین گھومتی ہے یا معراج ناممکن ہے کہ ان میں قرآن و حدیث کی مخالفت ہے ۱۳۔ دنیا میں رب کا عذاب جس کو وہ عقل کے خلاف جانتے تھے۔ ۱۴۔ یعنی اب عذاب دیکھ کر ایمان لائے یہ ایمان بالغیب نہ ہوا جو ضروری ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں۔ یونس علیہ السلام کی قوم علامات عذاب دیکھ کر ایمان لائی تھی اس لئے قبول ہو گیا نہ کہ عذاب دیکھ کر جیسے اگر کافر علامات موت دیکھ کر ایمان لائے تو معتبر ہے اور موت یا ملائکہ عذاب دیکھ کر ایمان لائے تو غیر مقبول ہے ۲۔ یعنی قبول ایمان کا قانون یہ ہے کہ موت یا عذاب آنے پر معتبر نہیں۔ اگر کسی کا ایمان بعد موت بھی معتبر ہو جاوے تو وہ خاص رحمت ہے قانون نہیں جیسے ہمارے حضور نے اپنی والدہ ماجدہ کو زندہ فرما کر انہیں ایمان دیا اور وہ مقبول ہوا۔ اب وہ صحابیہ مومنہ ہیں ۳۔ اس سورت کا نام سورت فصلت بھی ہے سورہ مصابیح بھی' سورہ سجدہ بھی ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے

بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ

اور جو اس کے شریک کرتے تھے ان سے منکر ہوئے۔ تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ

لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ

دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۱ اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ﴿۸۵﴾

۲ اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے

ع ۹ / ۱۴

آیاتہا ۵۴ | ۴۱ سُورَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۱ | رکوعاتہا ۶

سورۃ حم السجدۃ مکی ہے ۳ اس میں ۶ رکوع ۵۴ آیات ۷۹۶ کلمات ۳۳۹۵ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

Page-760.bmp

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيلٌ مِنَ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿۲﴾ كِتَابٌ

یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا ۴ ایک کتاب ہے

فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۳﴾

جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں ۵ عربی قرآن عقل والوں کے لئے

بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا

خوشخبری دیتا ۶ اور ڈر سناتا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے

يَسْمَعُونَ ﴿۴﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا

ہی نہیں ۷ اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات

تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا

سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ۸ اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ ہے اور ہمارے

وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ ﴿۵﴾ قُلْ

اور تمہارے درمیان روک ہے ۹ تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں ۱۰ تم فرماؤ ۱۱

ایک یہ کہ قرآن کریم آہستگی سے تیئس سال میں نازل ہوا۔ دوسرے یہ کہ قرآن صفت جمال الٰہی کا مظہر اتم ہے اس لئے رحمت و کرم کا ذکر فرمایا۔ ۵۔ مثالیں' وعدے' وعید' ذات و صفات کی آیات تفصیل وار مذکور ہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ قرآن صرف عربی میں ہے لہٰذا اس کا ترجمہ قرآن نہ ہو گا۔ نہ اسے نماز میں پڑھ سکیں نہ اس کی تلاوت پر تلاوت قرآن کے احکام جاری ہوں۔ نہ ترجمہ سے سجدہ تلاوت واجب۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا نہ کہ حضور کی ہدایت کے لئے۔ حضور تو پہلے سے ہی ہدایت یافتہ تھے ۷۔ یہاں سننے سے مراد توجہ اور قبول کا سننا ہے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے وقت خاموشی چاہیے۔ ۸۔ کفار یہ بکواس مذاق یا فخر کے طور پر کہتے تھے کہ ہم کفر میں ایسے پختہ ہیں کہ آپ کی تعلیم ہمارے دلوں پر اثر نہیں کرتی۔ معلوم ہوا کہ جب دن برے آتے ہیں تو انسان عیب کو ہنر سمجھنے لگتا ہے۔ جیسے آج بعض غافل مسلمان نمازیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اپنے سینما بازی اور لغو پر فخر کرتے ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے ۹۔ ان کی یہ باتیں بالکل سچی تھیں جس کا قرآن کریم نے بھی جگہ جگہ ذکر فرمایا۔ مگر یہ سچ بولنا کفر تھا معلوم ہوا کہ کبھی سچ بھی کفر ہوتا ہے۔ شیطان نے کہا اَغْوَيْتَنِي خدایا تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ سچ تھا مگر یہ بولنا کفر ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا یہ خلاف واقع تھا۔ نبی ظالم نہیں ہوتے مگر یہ بولنا توبہ و ایمان قرار پایا۔ صوفیاء نے اس سے بہت سے عشقی مسائل مستنبط فرمائے ۱۰۔ یعنی تم ایمانی کام کئے جاؤ ہم کفر کئے جائیں۔ یا جو تم سے ہو سکے ہمارا بگاڑ لو جو ہم سے ہو سکے گا تمہیں نقصان پہنچائیں گے ۱۱۔ یہاں قل صرف حضور کے فرمانے کے لئے فرمایا گیا کسی اور کو حق نہیں کہ حضور کو بشر کہہ کر پکارے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا جیسے کہ بعض پیغمبروں نے اپنے کو ظالم یا ضال کہہ کر فرمایا۔ اگر ہم انہیں ان الفاظ سے یاد کریں تو کافر ہو جائیں۔

ا۔ کہ نہ خدا ہوں نہ خدا کا بیٹا۔ خالص بندہ ہوں۔ یہ حصر اضافی ہے الوہیت کے لحاظ سے۔ یہ مطلب نہیں کہ میں نہ رسول ہوں نہ شفاعت کرنے والا' نہ عالم کا مختار' صرف بشر ہوں تمہاری طرح۔ خیال رہے کہ نبی کو بشر' مثلکم' کہنے والا یا خدا تعالیٰ ہے یا خود نبی' یا شیطان و کفار۔ اب انہیں بشر کہہ کر پکارنے والا خود سوچ لے کہ وہ کون ہے۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہم میں اور نبی میں وحی الٰہی کا فرق ہے کہ وہ صاحب وحی ہیں ہم نہیں۔ اس وحی کے فرق نے نبی کو امتی سے ایسا ممتاز فرمادیا جیسے ناطق نے انسان کو دیگر حیوانات سے' جیسے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انسان و جانوروں میں فرق ہی کیا صرف ناطق کا فرق ہے ایسے ہی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ

آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں ۱ مجھے وحی ہوتی ہے ۲ کہ تمہارا معبود ایک ہی

وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ

معبود ہے ۳ تو اس کے حضور سیدھے رہو ۴ اور اس سے معافی مانگو ۵ اور

لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿٦﴾ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُم

خرابی ہے شرک والوں کو ۶ وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے ۷ اور وہ

بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٧﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

آخرت کے منکر ہیں بے شک جو ایمان لائے اور اچھے

الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٨﴾ قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ

کام کئے ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے ۸ تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو ۹

بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ

Page-761.bmp

جس نے دو دن میں زمین بنائی ۱۰ اور اس کے ہمسر ٹھہراتے

أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٩﴾ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ

ہو ۱۱ وہ ہے سارے جہان کا رب ۱۲ اور اس میں اس کے اوپر سے

مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي

لنگر ڈالے ۱۳ اور اس میں برکت رکھی ۱۴ اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر

أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى

کیں یہ سب ملاکر چار دن میں ۱۵ ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو ۱۶ پھر آسمان کی طرف قصد

السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا

فرمایا اور وہ دھواں تھا ۱۷ تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو ۱۸

طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿١١﴾ فَقَضَاهُنَّ

خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے ۱۹ تو انہیں پورے

ع ۱۸ / ۱۵

ہم میں اور رسول میں فرق ہی کیا ہے صرف وحی کا فرق ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے عقیدہ توحید اور رسول کے عقیدہ توحید میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ انہوں نے وحی سے توحید جانی مانی۔ ہم نے ان کے بتانے سے۔ ان کا استاذ رب تعالیٰ ہے ہمارے استاد وہ حضرات ہیں۔ ۳۔ یعنی وہ عقیدے و اعمال کرو جو رب تک پہنچادیں' اس کا نام صراط مستقیم ہے یہ وہی ہے جو نبی لے کر دنیا میں تشریف لائے ۴۔ کفار کفر سے معافی مانگیں گنہگار گناہ سے۔ نیک کار نیکی کرکے بھی معافی مانگیں کہ مولا تیرے دربار کے لائق نیکی نہ ہوسکی ۵۔ ایسے مقام پر شرک سے مراد کفر ہے لہٰذا آیت کا یہ مطلب نہیں کہ مشرکین کے لئے تو خرابی ہے دیگر کفار کے لئے نہیں ۶۔ اس طرح کہ ایمان اختیار نہیں کرتے' ایمان جانی زکوۃ ہے کیونکہ یہ آیت مکیہ ہے اور زکوۃ مدنیہ طیبہ میں فرض ہوئی۔ یا زکوۃ کو واجب نہیں سمجھتے یا آئندہ جو زکوۃ کا حکم آنے والا ہے اسے یہ فرض نہ سمجھیں گے ورنہ کافر پر زکوۃ دینی فرض نہیں ۷۔ جو کبھی ختم نہ ہو یعنی جنت کی دائمی نعمتیں یا جو مسلمان نیک اعمال کرتا ہو پھر بوڑھا یا اپاہج و مجبور ہو جاوے تو اس کو ایسا ہی ثواب ملتا رہتا ہے (خزائن) یا صدقہ جاریہ اور نیک اولاد کے باعث مومن کو قبر میں بھی ثواب ملتا رہتا ہے ۸۔ اس طرح کہ اس کے رسول کو نہیں مانتے کیونکہ مشرکین عرب خدا کے منکر نہ تھے ۹۔ یعنی دو دن کی مدت میں' کیونکہ اسوقت سورج نہ تھا۔ ایک دن زمین بنائی دوسرے دن پھیلائی۔ رب فرماتا ہے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا۔ ۱۰۔ حالانکہ ایسا قدرت والا رب کسی کی مدد کا حاجت مند نہیں۔ تم اپنے بتوں کو رب کا مددگار مانتے ہوئے رب کو محتاج مانتے ہو۔ ۱۱۔ جب سارے جہان والے اسکے پالے ہیں تو اس کے ہمسر کیسے ہوسکتے ہیں ۱۲۔ پہاڑ پیدا فرمائے تاکہ زمین جنبش نہ کرے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی ٹھہری ہوئی ہے کیونکہ جہاز لنگر سے ٹھہر جاتا ہے ۱۳۔ زمین میں ظاہری برکت رکھی کہ قسم قسم کے حیوانات اور ان کی غذائیں

زمین میں پیدا فرمائیں۔ باطنی برکت رکھی کہ اس ہی زمین میں انبیاء اولیاء پیدا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ زمین آسمان سے افضل ہے کہ نبیوں کی جائے سکونت ہے ۱۴۔ دو دن زمین کی پیدائش کے' دو دن روزی کی پیدائش کے کل چار دن ہوئے۔ اتوار۔ پیر۔ منگل۔ بدھ (روح) اس سے معلوم ہوا کہ رزق کی پیدائش مرزوق سے پہلے ہوچکی ہے پھر انسان رزق کی زیادہ فکر کیوں کرے۔ روح جسم سے چار ہزار سال پہلے پیدا ہوئی اور رزق روح سے چار ہزار برس پہلے پیدا ہوا (روح۔ ابن عباس) ۱۵۔ یعنی لوگ اگر پوچھیں تو یہ جواب دیدو تاکہ آپ کی نبوت کا ثبوت ہو ۱۶۔ معلوم ہوا کہ زمین کی پیدائش آسمان سے پہلے ہے جو پانی کے جھاگ کی شکل میں وہاں تھی جہاں آج کعبہ معظمہ ہے۔ آسمان پانی کا بخار ہے جو دھوئیں کی شکل میں تھا ۱۷۔ یعنی فرمانبرداری کرو۔ ظاہر یہ ہی ہے۔ زمین و آسمان کو ہی یہ حکم دیا گیا۔ ان

سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ
ساتَ آسمان کر دیا دو دن میں ۱ے اور ہر آسمان میں اس کے کام کے

اَمْرَهَاؕ وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ﳓ وَحِفْظًاؕ
احکام بھیجے ۲ے اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا ۳ے اور نگہبانی کے لئے ۴ے

ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ
یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھیرایا ہوا ہے ۵ے پھر اگر وہ منہ پھیریں ۶ے

اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَؕ ﴿۱۳﴾
تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی ۷ے

اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ
جب رسول ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے ۸ے

خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا
کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو ۹ے بولے ہمارا رب چاہتا

لَاَنْزَلَ مَلٰٓىٕكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾
تو فرشتے اتارتا ۱۰ے تو جو کچھ تم لے کر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے ۱۱ے

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ
تو وہ جو عاد تھے ۱۲ے انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا ۱۳ے

وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةًؕ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ
اور بولے ہم سے زیادہ کس کا زور ۱۴ے اور کیا انہوں نے نہ جانا کہ

اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةًؕ
اللہ جس نے انہیں بنایا ان سے زیادہ قوی ہے ۱۵ے

وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ
اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے تو ہم نے ان پر ایک آندھی

(بقیہ صفحہ ۷۶۱) دونوں میں سمجھ و شعور ہے رب کو بلکہ نیک و بد بندوں کو پہچانتے ہیں۔ مومن کے مرجانے پر روتے ہیں۔ رب فرماتا ہے فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ الخ
۱۸۔ یعنی تیرے حضور خوشی سے حاضر ہیں اور حاضر رہیں گے ہمیشہ تیری اطاعت خوشی سے کریں گے۔

۱۔ یعنی جمعرات و جمعہ میں یہ کل چھ دن ہوئے۔ ہفتہ خالی رہا۔
۲۔ یعنی ہر آسمان کے رہنے والے فرشتوں کو ان کے مناسب احکام جاری فرمائے چنانچہ بعض فرشتے ہمیشہ سے قیام میں ہیں۔ بعض رکوع میں بعض سجدے میں بعض قعدہ میں۔ ان عبادتوں کا مجموعہ اسلامی نماز ہے (از روح) نیز کسی آسمان سے روشنی آرہی ہے' کسی سے رزق' کسی سے موت' خیال رہے کہ یہاں حکم سے مراد تکوینی حکم ہے تشریعی یا تکلیفی نہیں۔ اسی لئے فرشتوں کو عبادات پر ثواب نہیں ۳۔ یہاں نچلے آسمان سے مراد پہلا آسمان ہے اور چراغوں سے مراد تارے ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاروں سے تقدیر اور غیب کے حالات معلوم کرنے درست نہیں کیونکہ تاروں کی خلقت اس مقصد کے لئے نہیں۔ حفظ کے معنی حفاظت ہیں۔ تارے آسمانوں کی حفاظت کا ذریعہ ہیں کہ ان سے آسمان قائم ہے اور ان ہی کی وجہ سے شیاطین آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب تارے مٹ جائیں گے۔ آسمان فنا ہو جائے گا۔ خیال رہے کہ حضور کے صحابہ و علماء زمین کے تارے ہیں جن سے زمین کی رونق اور بقا ہے۔ ان کے فنا ہونے پر زمین فنا ہو جائے گی ۵۔ کہ جس آسمان پر جو فرشتہ یا حکم مقرر فرمایا اس میں رب کی لاکھوں حکمتیں ہیں ۶۔ کہ ایسا بلیغ بیان سنکر ایمان نہ لائیں ۷۔ چونکہ عاد و ثمود کی اجڑی بستیاں مکہ والوں نے دیکھی تھی' نیز عاد و ثمود اپنے پیغمبروں کے ہم قوم تھے اس کے باوجود کفر کے سبب ہلاک ہوگئے۔ انہیں پیغمبر کا رشتہ کام نہ آیا اس لئے خصوصیت سے ان دو قوموں کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ حضور کی تشریف آوری سے عام آسمانی عذاب آنا بند ہوگیا۔ لیکن خاص لوگوں پر آسکتا ہے بلکہ آخر زمانہ میں آئے گا۔ لہٰذا یہ ڈرانا بالکل درست ہے اور اس آیت سے مسئلہ امکان کذب ثابت نہیں ہوتا ۸۔ یعنی ان قوموں کے رسول ہر طرح سے انہیں تبلیغ کرتے تھے اور ہر تدبیر سے انہیں ہدایت دیتے تھے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک و کافر صرف ایمان کے مکلف ہیں' ایمان لانے کے بعد احکام شرعیہ کے مکلف ہوتے ہیں کیونکہ رسولوں نے انہیں صرف ایمان کا حکم دیا ۱۰۔ یعنی اگر رب تعالیٰ کسی کو نبی بناتا تو فرشتے کو بناتا۔ نہ کہ ہم جیسے انسان کو۔ کیونکہ نبوت انسانی قابلیت سے اعلیٰ درجہ ہے یہ لوگ لکڑی پتھر کو خدا مان لیتے تھے مگر انسان کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار رسولوں اور ان کی کتابوں کا انکار کرتے تھے مگر یہ انکار رب کا انکار قرار دیا گیا ۱۲۔ جو یمن کے علاقہ میں شہر احقاف میں آباد تھے۔ ان کے رسول ہود علیہ السلام تھے ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر حق بھی ہوتا ہے اور ناحق بھی۔ حق تکبر اچھا ہے اور ناحق برا۔ مومن کا کافر کے مقابلہ میں تکبر کرنا انہیں ذلیل سمجھنا' اپنے کو ایمان کی وجہ سے عزت والا جاننا عبادت ہے۔ لیکن ولیوں' نبیوں اور اللہ کے مقبول بندوں کے مقابلہ میں اپنے کو بڑا سمجھنا یا حرام ہے یا کفر ۱۴۔ قوم عاد میں معمولی آدمی اٹھارہ گز تھا۔ بڑی بڑی چٹانیں اکیلا آدمی اٹھا لیتا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر عذاب آ بھی گیا تو ہم اپنی قوت سے دفع کر دیں گے ۱۵۔ جب دین نہیں ہوتا تو انسان کو ایسی باتیں نہیں سوجھتیں۔

۱۔ جس میں صرف تیز ہوا اور گرج تھی بارش نہ تھی ہوا اتنی ٹھنڈی تھی کہ خدا کی پناہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بڑے شہ زوروں کو معمولی چیز سے ہلاک کرتا ہے۔ نمرود کو مچھر سے' فیل کو ابابیل سے فنا فرما دیتا ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ بعض دن بھی منحوس ہوتے ہیں۔ جن ایام میں عذاب آئے وہ منحوس ہیں جن دنوں میں نیک اعمال کی توفیق نہ ملے وہ بھی منحوس ہیں' حقیقت میں منحوس تو بندوں کے اعمال ہیں۔ قوم عاد پر عذاب ۲۲ شوال بدھ کے دن شروع ہوا اور آٹھ دن سات رات رہا یعنی ۲۹ شوال بدھ تک رہا (روح) ۳۔ یعنی کفار کو آخرت کا عذاب پورا پورا ہوگا' دنیاوی عذاب وہاں کے عذاب کو کم نہ کریگا مومن کی دنیاوی تکالیف آخرت کی

رِيحًا صَرْصَرًا فِيٓ أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ

بھیجی سخت گرج کی[1] ان کی شامت کے دنوں میں[2] کہ ہم انہیں

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ

رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی زندگی میں اور بے شک آخرت کے

الْاٰخِرَةِ أَخْزٰى ۖ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ﴿١٦﴾ وَأَمَّا ثَمُودُ

عذاب میں سب سے بڑی رسوائی ہے[3] اور ان کی مدد نہ ہوگی[4] اور رہے ثمود

فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى

انہیں ہم نے راہ دکھائی[5] تو انہوں نے سوجھنے پر اندھے ہونے کو پسند کیا

فَأَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا

تو انہیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آلیا[6] سزا ان کے

يَكْسِبُونَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا

کئے کی[7] اور ہم نے انہیں بچا لیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے

يَتَّقُونَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَآءُ اللّٰهِ إِلَى النَّارِ

[8] اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے[9]

فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾ حَتّٰىٓ إِذَا مَا جَآءُوهَا شَهِدَ

تو ان کے اگلوں کو روکیں گے یہاں تک کہ پچھلے آملیں[10] یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا

ان کے کان اور انکی آنکھیں اور ان کے چمڑے سب ان پر ان کے کئے کی

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ

گواہی دیں گے[11] اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہم پر کیوں گواہی

عَلَيْنَا ۖ قَالُوٓا أَنطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيٓ أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ

دی[12] وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی[13]

ع ۲ / ۱۶

راحت کا سبب ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ کافر کا مددگار کوئی نہیں۔ مددگار نہ ہونا کفار کے لئے عذاب ہے ۵۔ معلوم ہوتا ہے کہ نبی کا کام رب تعالیٰ کا کام ہے قوم ثمود کو ان کے پیغمبر صالح علیہ السلام نے راہ دکھائی تھی۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے راہ دکھائی۔ لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں کہ جب ہدایت کا فاعل رب تعالیٰ ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں مقصود پر پہنچا دینا اور اس ہدایت کے بعد گمراہی ناممکن ہے ۶۔ اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ان پر چیخ ماری جس سے وہ سب ہلاک ہوگئے۔ چونکہ وہ چیخ مہلک آواز تھی لہٰذا اسے کڑک فرمایا گیا۔ کیونکہ کڑک بھی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اولاً ان پر حضرت جبریل کی چیخ آئی ہو پھر آسمان سے بجلی گری۔ لہٰذا اس آیت میں اور اس آیت میں تعارض نہیں اخذتهم الصيحة بالحق ایک آیت میں ایک عذاب کا ذکر ہے' دوسری آیت میں دوسرے عذاب کا ذکر ے۔ کفار پر تو عذاب انکی بد عملیوں بد عقیدگیوں کی وجہ سے آیا مگر ان کے ناسمجھ بچوں اور جانوروں' وہاں کی زمین کو ان بد نصیبوں کی وجہ سے آیا ۸۔ یہ حضرات حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والے ان کے صحابی تھے جن کی تعداد ایک سو دس تھی (روح) نجات کا طریقہ یہ تھا کہ عذاب آنے سے پہلے نبی اپنے مومنین کو لیکر اس بستی سے نکل جاتے تھے۔ ان کے نکلنے کے بعد وہاں عذاب آتا تھا۔ معلوم ہوا کہ صالحین کا کسی بستی میں ہونا عذاب سے امن کا ذریعہ ہے۔ رب فرماتا ہے لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا۔ اگر مکہ سے فقراء مومنین نکل جاتے تو ہم مکہ والوں پر عذاب بھیج دیتے۔ ۹۔ کہ انہیں فرشتے نہایت ذلت سے دوزخ کیطرف ایسے لے جائینگے جیسے قصاب مذبح کیطرف جانوروں کو لے جاتے ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ کفار دوزخ کے کنارہ پر آگے پیچھے پہنچیں گے مگر دوزخ میں داخلہ ایک ساتھ ہوگا اور دوزخ کے کنارہ پر جمع ہو کر وہ ہوگا جو یہاں مذکور ہے ۱۱۔ یعنی ہر عضو یہ کہے گا کہ مجھ سے اس نے یہ گناہ کیا تھا۔ سب سے پہلے دایاں ہاتھ بولیگا (روح) ۱۲۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کافر کی زبان جھوٹ بولیگی۔ باقی سارے اعضاء سچ بولینگے۔ پھر وہ زبان ہی ان اعضاء سے یہ شکایت کریگی جو یہاں مذکور ہے لیکن اس کے باوجود سارے اعضاء دوزخ میں جائینگے' کیونکہ وہ زبان کے ساتھی اور جرم میں شریک تھے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدمہ قائم کرنا گواہی وغیرہ لینا حاکم کی بے علمی کی دلیل نہیں۔ کبھی یہ کام مجرم کی زبان بندی کے لئے بھی ہوتے ہیں لہٰذا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہ کے تہمت کے معاملہ میں گواہ وغیرہ سے تحقیق کرنا حضور کی بے علمی کی دلیل نہیں۔ ۱۳۔ یہ آیت اپنے ظاہری معنی پر ہے کہ ہاتھ پاؤں بزبان فصیح ظاہر ظہور کلام کریں گے۔ دنیا میں بھی درخت بولتے ہیں جنہیں خاص بندے سنتے ہیں۔

ا۔ یعنی اب دوزخ میں داخل ہونا ہے جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے' اب دیکھ کر معلوم کرلو ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام بھی ان کے اعضاء کا ہے۔ یعنی اے کافرو تم
گناہ کے وقت سب لوگوں سے چھپتے تھے مگر رب سے نہیں چھپ سکے' اس کے گواہ یعنی ہم تمہارے اعضاء موجود تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ کلام رب کا ہو۔ ۳۔
اپنے عقیدوں میں یا اپنے عمل سے اگر رب کو ناظر جانتے تو گناہ کی جرأت نہ کرتے ۴۔ بعض کفار عرب کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہری اعمال کو تو جانتا ہے
خفیہ اعمال نہیں جانتا جیسے کہ بعض فلاسفر کا عقیدہ ہے کہ رب کلیات کو تو جانتا ہے جزئیات کو نہیں جانتا۔ ۵۔ تم اس خیال سے گناہ پر دلیر ہو گئے اور آج دوزخ میں جا
رہے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو بدکاریوں پر بھی عذاب ہوگا ۶۔ اس طرح کہ عذاب پر شور پکار نہ کریں۔ دنیا میں صبر اجر کا باعث تھا۔ آج یہاں انہیں صبر و بے صبری سب برابر ہیں۔ ۷۔ یعنی اگر کفار دوزخ میں پہنچ کر صبر کریں تو بھی دوزخ میں ہی رہیں گے اور اگر بے صبری سے شور مچائیں تو بھی دوزخ میں ہی رہیں گے اللہ کی پناہ۔ ۸۔ آج رب منا رہا ہے وہ نہیں مانتے' کل کفار رب کو منائیں گے' رب نہ مانے گا ۹۔ دنیا میں ان کے ساتھی شیطان' اور برے انسان مقرر فرمائے گئے۔ معلوم ہوا کہ برا ساتھی رب کا عذاب ہے' اچھا ساتھی رب کی رحمت ۱۰۔ کہ دنیا کے گناہوں کو اچھا کر دکھایا اور آخرت کا انکار کرایا ۱۱۔ اس بات سے مراد رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ لاملئن جھنم الخ ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار جنات دوزخ میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ سزا میں رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ کافر انسان اس قسم کے کفار کے ساتھ ہونگے جس قسم کا کفر کریں گے کہ مشرک مشرکوں کے ساتھ عیسائی یہودی عیسائیوں یہودیوں کے ساتھ۔ اگرچہ دنیا میں یہ لوگ مختلف زمان و زمین میں ہوئے ہوں۔

وَهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَا

اور اس نے تمہیں پہلی بار بنایا اور اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے ۱؎ اور تم اس

كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ

سے کہاں چھپ کر جاتے ۲؎ کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان

وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ

اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے ۳؎

اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ

کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا ۴؎ اور یہ ہے

ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ

تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا ۵؎ تو اب

مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى

رہ گئے ہارے ہوؤں میں پھر اگر وہ صبر کریں ۶؎ تو آگ ان کا ٹھکانا ہے ۷؎

لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾

اور اگر وہ منانا چاہیں تو کوئی ان کا منانا نہ مانے ۸؎

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ

اور ہم نے ان پر کچھ ساتھی تعینات کئے ۹؎ انہوں نے انہیں بھلا کر دکھایا جو ان کے

اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ۱۰؎ اور ان پر بات پوری ہوئی ۱۱؎

فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ

ان گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گزر چکے جن اور

الْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

آدمیوں کے ۱۲؎ بے شک وہ زیاں کار تھے اور کافر

ع ۱۷

كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ

بولے[1] یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بے ہودہ غل کرو[2] شاید یونہی تم

تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا

غالب آؤ[3] تو بے شک ضرور ہم کافروں کو سخت عذاب چکھائیں گے[4]

وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ

اور بے شک ہم ان کے برے سے برے کام کا انہیں بدلہ دیں گے[5] یہ ہے

جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءً

اللہ کے دشمنوں کا بدلہ[6] آگ اس میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے[7] سزا اس کی

بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے اور کافر بولے[8]

رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا

اے ہمارے رب ہمیں دکھا[9] وہ دونوں جن اور آدمی جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا[10] کہ ہم انہیں

تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اپنے پاؤں تلے ڈالیں[10] کہ وہ ہر نیچے سے نیچے رہیں[11] بے شک وہ جنہوں نے

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

کہا ہمارا رب اللہ ہے[12] پھر اس پر قائم رہے[13] ان پر فرشتے

الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ

اترتے ہیں[14] کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو[15] اور خوش ہو اس جنت پر

الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا[16] ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ

میں اور آخرت میں[17] اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے[18]

۱۔ سرداران کفر نے اپنے ماتحت کفار کو حکم یا مشورہ دیا کہ قرآن نہ سنو' نہ دوسروں کو سننے دو کہ مسلمانوں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن کے وقت گالیاں بکو' شور کرو' باجے بجاؤ جس طرح ہو سکے ان کی آواز دباؤ تاکہ قرآن تمہارے دلوں میں اتر نہ جائے اور تم اپنے دین سے نہ پھر جاؤ۔ معلوم ہوا کہ تاثیر قرآن کے کفار بھی قائل تھے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کریم کے وقت شور مچانا جس سے تلاوت کرنے والے کو دشواری ہو مشرکین کا دستور ہے۔ لہٰذا نماز باجماعت کے وقت مسجدوں کے پاس ڈھول باجے بجانا' وعظ قرآن پر شور مچانا حرام ہے۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح چند شخصوں کا مل کر بلند آواز سے تلاوت قرآن منع ہے غرضیکہ تلاوت قرآن کے وقت ہر وہ کام منع ہے جو سننے میں حارج ہو۔ ۳۔ اس طرح کہ حضور تمہارے شور کی وجہ سے تلاوت موقوف فرمادیں ۴۔ اس طرح کہ ان مشورہ دینے والے کفار کو سخت سزا دیں گے انہیں کفار فرما کر بتایا گیا کہ یہ حرکت کفر ہے۔ ۵۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ عذاب شدید تو بدر کے میدان میں دیا گیا۔ اور حقیقی سزا آخرت میں دی جائے گی۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا دشمن' قرآن کا دشمن' اللہ کا دشمن ہے کہ ان کافروں نے قرآن کی آواز روکنی چاہی تو انہیں اللہ کا دشمن قرار دیا گیا۔ ۷۔ یا اس طرح کہ دوزخ کے جس حصے میں اولاً رکھے جائینگے اس ہی میں ہمیشہ رہیں گے یا دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اگرچہ مقامات بدلتے رہیں گے۔ ۸۔ دوزخ میں جا کر کہیں گے لیکن چونکہ یہ واقعہ یقینی ہے اس لئے اسے ماضی سے تعبیر کیا گیا ۹۔ بعض نے فرمایا کہ ان دونوں سے مراد قابیل اور ابلیس ہے کیونکہ قابیل نے قتل ناحق ایجاد کیا اور ابلیس نے شرک و کفر۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مردود علیحدہ آگ کے صندوقوں میں بند ہونگے دوزخیوں کی نگاہ سے پوشیدہ ۱۰۔ خوب روندیں اور ان سے بدلہ لیں ۱۱۔ اور ہمارے روندنے سے خوب ذلیل ہوں یہاں نیچے سے مراد ذلت و خواری ہے ۱۲۔ اللہ کو رب ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے تمام نبیوں کو بھی برحق مانا جائے جیسے اپنے والد کو باپ ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے تمام پیاروں کا ادب و احترام کیا جاوے اور اس کے عزیزوں کو اپنا عزیز مانا جاوے کہ اس کی ماں اپنی دادی' اس کا بھائی اپنا چچا' نیز رب کی بھیجی ہوئی مصیبتوں پر صبر کیا جاوے۔ اسکی راحتوں پر شکر جو پیارے کی طرف سے آئے وہ پیارا ہے۔ ۱۳۔ مرتے دم تک' اس طرح کہ اس کے احکام بجا لائے' اخلاص سے عمل کرے رنج و خوشی' راحت و تکلیف میں اس کے دروازے سے نہ ہٹے ۱۴۔ دنیا میں ہر مصیبت کے وقت' جو ان کے دلوں کو تسکین دیتے ہیں جنہیں سکینہ کہا جاتا ہے' رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ موت کے وقت جس سے جان کنی کی سختی محسوس نہیں ہوتی اور قبر میں حشر میں بشارت دیتے ہیں۔ ۱۵۔ نہ آئندہ سے ڈرو نہ گزشتہ پر غم کرو' تمہاری دنیا بھی اچھی آخرت بھی اچھی تمہیں جنت عطا ہوگی۔ ۱۶۔ یہ بشارت مومن کو مرتے وقت ہی دے دی جاتی ہے جس سے اسے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے اس ہی لئے اولیاء کی وفات کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے بعض کو دنیا میں ہی یہ بشارت ملی ۱۷۔ یہ کلام بھی فرشتوں کا ہے (روح و خزائن) یعنی ہم تمہارے دنیا میں بھی مددگار ہیں اور مرتے وقت بھی' قبر میں بھی' آخرت میں بھی۔ معلوم ہوا کہ فرشتے مومن کی مدد کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ. حضور بھی مشکل کشا حاجت روا ہیں۔ اللہ کے مقبولوں کی مدد برحق ہے ۱۸۔ یعنی جنت میں تمہیں ہر وہ نعمت

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ

اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو ۱ مہمانی بخشنے والے مہربان کی

رَّحِيمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ

طرف سے ۲ اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے ۳

وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۳﴾

اور نیکی کرے ۴ اور کہے میں مسلمان ہوں ۵

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي

اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی ۶ اے سننے والے برائی کو

هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ

بھلائی سے ٹال ۷ جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی

كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ

ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست ۸ اور یہ دولت نہیں ملتی مگر

صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿۳۵﴾ وَإِمَّا

صابروں کو ۹ اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا ۱۰ اور اگر

يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ

تجھے شیطان کا کوئی کونچا پہنچے ۱۱ تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک

هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

وہ ہی سنتا جانتا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

اور سورج اور چاند ۱۲ سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو ۱۳

وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ

اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ۱۴ اگر تم اس کے

رکوع ۱۸

(بقیہ صفحہ ۷۶۵) ملیگی جس کی تم خواہش کرو۔ یہاں نفس سے مراد نفس امارہ نہیں کیونکہ وہ تو فنا کردیا جائے گا۔ اس لئے جنتی کوئی بری چیز چاہیگا ہی نہیں حتی کہ مومن باپ کافر بیٹے کی نجات نہ چاہے گا۔

۱۔ پہلے جملہ میں خواہش و تمنا کا ذکر تھا۔ یہاں منہ سے مانگنے کا۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں مطلب وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔ ۲۔ جنتی لوگ خاطر تواضع کے لحاظ سے رب کے دائمی مہمان ہونگے۔ ۳۔ اس میں اول نمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں' ان کے صدقہ سے اولیاء و علماء جو تبلیغ کریں۔ بلکہ مؤذن تکبیر کہنے والے' اور ہر وہ مومن جو اللہ کی مخلوق کو کسی نیکی کیطرف بلائے۔ معلوم ہوا کہ رب کو اس کی بولی بڑی پیاری معلوم ہوتی ہے جو دعوت خیر دے اگرچہ اس کی آواز موٹی اور باتیں معمولی ہوں۔ اللہ نصیب کرے۔ ۴۔ نیکی سے مراد دل کی نیکی بھی ہے یعنی معرفت الٰہی اور بدن کی نیکی بھی یعنی تمام عبادات۔ ایک جملہ میں تمام شریعت و طریقت داخل ہے ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کوئی مسلمان اپنا دین نہ چھپائے قول' عمل' صورت' سیرت سے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرے۔ تقیہ کرنا شیطان کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ نہ کہے کہ انشاء اللہ میں مومن ہوں بلکہ یقین سے اپنے کو مومن جانے ۶۔ یعنی اچھے برے عقیدے' اچھے برے اعمال برابر نہیں' اچھے برے اقوال برابر نہیں' اچھے برے برتاوے برابر نہیں۔ اچھی چیزوں کا انجام اچھا ہے بری کا انجام برا۔ پھر نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہوسکتے ہیں۔ ۷۔ یعنی اپنے ذاتی معاملات میں برائی کو بھلائی سے دفع کرو' غصہ کو صبر سے جہالت کو علم سے' کسی کی بدسلوکی کو معافی سے' کج خلقی کا خوش خلقی سے جواب دو' یا یہ مطلب ہے کہ کفر کو تلوار سے دفع کرو ۸۔ شان نزول۔ یہ آیت ابو سفیان کے متعلق نازل ہوئی کہ وہ حضور سے عداوت رکھتے اور ایذا پہنچاتے تھے مگر حضور نے انکے ساتھ ہمیشہ اچھے سلوک کئے۔ حتی کہ ان کی صاحبزادی ام حبیبہ کو اپنی زوجیت کا شرف بخشا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو سفیان حضور کے جان نثار صحابی بن گئے۔ رضی اللہ عنہ ۹۔ جو غصہ میں اپنے نفس کو روکنے پر قادر ہوں' خیال رہے کہ مجبوراً صبر کرنا اور ہے' قدرت پاکر صبر و تحمل سے کام لینا کچھ اور' دوسرا صبر بہت اعلیٰ ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی جب مصر میں دربار یوسفی میں حاضر ہوئے تو انکی بے حد تواضع فرمائی اور سب کے قصور معاف فرمادیئے۔ اللہ ایسے اخلاق نصیب کرے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اچھے اخلاق اللہ کی بڑی نعمت ہیں۔ مال ملنا آسان ہے' اعمال اور کمال ملنا بہت دشوار ۱۱۔ اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے۔ یعنی اگر ایسے موقعہ پر شیطان برائی پر ابھارے تو اعوذ باللہ پڑھو غصہ کے وقت اعوذ پڑھنا بہت مفید ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسے موقعوں پر شیطان بہت بہکاتا ہے ۱۲۔ کہ ان چیزوں کو دیکھ کر رب کی قدرت' اپنے عجز و نیاز کا پتہ لگاؤ۔ جب رات و دن چاند سورج کو ایک حال پر قرار نہیں تو تمھیں ایک حال پر کیسے رکھا جاوے گا۔ مصیبت میں گھبرانہ جاؤ' آرام میں اترانہ جاؤ ۱۳۔ یہاں سجدے سے مراد سجدہ عبادت ہے نہ کہ سجدہ تعظیمی۔ ورنہ یہاں تعبدون نہ فرمایا جاتا۔ سجدہ تعظیمی کی حرمت بہت سی احادیث سے ثابت ہے لیکن کسی آیت سے صراحۃً" اور قطعاً ثابت نہیں۔ اسی لئے اس حرمت کے منکر کو کافر نہیں کہا جاسکتا البتہ تعظیمی سجدہ کرنے والا سخت گنہگار' فاسق ملعون ہے۔ مستحق عذاب نار و قہر قہار ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ سورج کو تعظیمی سجدہ کرنے والا بھی کافر ہے کیونکہ یہ عمل مشرکین کا ہے۔ جو عمل مشرک کی علامت ہو وہ کفر

(بقیہ صفحہ ۷۶۶) ہے جیسے بت کو سجدہ ۱۴۔ چاند سورج' آسمان و زمین' دن رات کو' عبادت کا مستحق خالق ہے نہ کہ مخلوق۔

۱۔ معلوم ہوا کہ تمام عبادات میں نماز اور نماز میں سجدہ بہت افضل عبادت ہے۔ یہ سجدہ سجود بندگی کی خاص علامت ہے۔ خیال رہے کہ یہ اگر مگر تاکید کے لئے ہے نہ کہ شک کے لئے یعنی تم یقیناً اللہ کے بندے ہو' لہٰذا ضرور عبادت کرو۔ ۲۔ آپ کی اطاعت اور اللہ کی عبادت کرنے سے' لہٰذا اس میں رب کے منکر کفار بھی داخل ہیں اور مشرکین بھی ۳۔ یعنی مقربین ملائکہ۔ یہاں پاس سے مراد مکانی قرب نہیں۔ اللہ تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ ۴۔ مقرب فرشتوں میں بعض رکوع میں ہیں

تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ

بندے ہو[۱] تو اگر یہ تکبر کریں[۲] تو وہ جو تمہارے رب کے

يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدة

پاس ہیں[۳] رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور اکتاتے نہیں[۴]

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھے بے قدر پڑی[۵] پھر ہم نے جب اس پر

عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا

پانی اتارا تر و تازہ ہوئی اور بڑھ چلی بے شک جس نے اسے جلایا

لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ضرور مردے جلائے گا بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے بے شک وہ جو

يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى

ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے ہیں[۶] ہم سے چھپے نہیں تو کیا جو آگ میں

فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا

ڈالا جائے گا[۷] وہ بھلا یا جو قیامت میں امان سے آئے گا[۸] جو جی میں

مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

آئے کرو[۹] بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے[۱۰] بے شک جو

كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ ۙ

ذکر سے منکر ہوئے[۱۱] جب وہ ان کے پاس آیا[۱۲] ان کی خرابی کا کچھ حال نہ پوچھ اور بے شک وہ عزت

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ

والی کتاب ہے[۱۳] باطل کو اس کی طرف راہ نہیں[۱۴] نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے

خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ

سے[۱۵] اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا تم سے نہ فرمایا

جو کروڑوں برس سے رکوع کر رہے ہیں۔ بعض اسی طرح سجدہ میں' بعض قیام میں' بعض تشہد میں جیسے کہ پہلے گزر چکا۔ ۵۔ یہ ہی انسانوں کا حال ہے کہ جس کو نبوت کی بارش نہ لگے اس کے اعمال غیر مقبول اور وہ خود بے قدرا ہے۔ ۶۔ کہ قرآن کریم کی غلط تاویلیں و تحریفیں کرتے ہیں' جیسے فی زمانہ مرزائی اللہ کا خوف نہیں کرتے۔ ۷۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد سارے کفار ہیں خواہ رب کے منکر ہوں یا مشرک' یا نبی کے منکر ہوں یا منافق یا مرتدین۔ سب جہنم میں دائمی طور پر رہنے کے لئے ڈالے جائیں گے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو قیامت میں امان ہوگی۔ رہا اطمینان قلبی وہ بعض مومنوں کو اول سے ہی حاصل ہوگا اور بعض کو آخر میں۔ بہرحال آخرکار سارے مومنوں کو اطمینان نصیب ہوگا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر کبھی غضب کے لئے بھی ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ فمن شاء فلیکفر۔ کیونکہ اس آیت کے معنی یہ نہیں کہ جو تمہارے جی میں آئے اس کی رب نے اجازت دے دی ۱۰۔ یعنی جو چاہو کرو مگر یہ سمجھ کر کرو کہ ہم تمہیں اور تمہارے کاموں کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ سمجھ لیا' اور اس کا خیال رکھا تو انشاء اللہ کبھی گناہ کرو گے ہی نہیں' یونہی اگر مسلمان یہ خیال رکھے کہ مجھے میرے نبی دیکھ رہے ہیں تو کبھی جرم نہ کرے ۱۱۔ ذکر سے مراد ذکر اللہ ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم۔ ان کے انکار کی بہت صورتیں ہیں۔ حضور کی اصل نبوت کا انکار' یا آپ کی کسی صفت کا انکار یا آپ کی اطاعت سے سرتابی ۱۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جس تک نبوت یا قرآن کی خبر نہ پہنچی۔ اس کا یہ حکم نہیں۔ جیسے زمانہ فترت کے لوگ کیونکہ بغیر جانے انکار نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ عزیز سے مراد یا بے مثل ہے یا عظمت والی' یا بڑی نفع و برکت والی۔ قرآن کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ قرآن کے اوراق' اس کی جلد' اس کا جزدان سب عزت والے ہیں۔ کہ ان کی بے ادبی حرام ہے۔ جس سینہ میں قرآن کریم ہو وہ سینہ اور سینہ والا بھی عظمت والا ہے۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ برحق ہیں' امین ہیں' پرہیزگار ہیں۔ اگر وہ مومن نہ ہوتے تو انہیں قرآن جمع کرنے اور اشاعت کرنے کا کام سپرد نہ کیا جاتا۔ جو کہے کہ صحابہ نے اس میں کمی بیشی کردی' وہ کافر ہے۔ رب نے الفاظ قرآن کی حفاظت کے لئے حافظ' قراءت قرآن کے لئے قاری معانی قرآن کی حفاظت کیلئے علماء اور اسرار قرآن کی حفاظت کے لئے اولیاء پیدا فرمائے۔ یہ حضرات قرآن کی مضبوط فصیل ہیں' جو باطل کو قرآن تک نہیں پہنچنے دیتے۔ ۱۵۔ یعنی قرآن کریم ہر طرف سے محفوظ ہے۔ اس کے الفاظ' اسرار' احکام سب پر مضبوط پہرہ ہے۔ الفاظ تو بدل سکتے ہی نہیں۔ معانی وغیرہ بدل ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر بدل نہیں سکتے۔

لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ

جائے گا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا ۲؎ کہ بیشک تمہارا رب

لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ

بخشش والا اور دردناک عذاب والا ہے ۳؎ اور اگر ہم اسے

قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ

عجمی زبان کا قرآن کرتے ۴؎ تو ضرور کہتے ۵؎ کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھولی گئیں ۶؎

ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى

کیا کتاب عجمی اور نبی عربی ۷؎ تم فرماؤ وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت

وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ

اور شفا ہے ۸؎ اور وہ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹینٹ ہے ۹؎

وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ

اور وہ ان پر اندھا پن ہے ۱۰؎ گویا وہ دور جگہ سے پکارے

بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ

جاتے ہیں ۱۱؎ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو اس میں اختلاف

فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

کیا گیا ۱۲؎ اور اگر ایک بات تمہارے رب کی طرف سے گزر نہ چکی ہوتی تو جبھی ان کا

بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ

فیصلہ ہو جاتا ۱۳؎ اور بے شک وہ ضرور اس کی طرف سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں

عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ

ہیں جو نیکی کرے اور اپنے وہ بھلے کو ۱۴؎ اور جو برائی کرے تو اپنے برے کو

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۱۵؎

ا۔ یعنی رب تعالیٰ نے آپ کو بھی توحید و ایمان کی تبلیغ کا ویسے ہی حکم دیا جیسے اور سارے پیغمبروں کو دیا تھا۔ ورنہ احکام میں بڑا فرق ہے۔ نیز حضور کے القاب' حضور کے صفات تمام انبیاء سے بہت اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ یہ گزشتہ قول کی تفسیر ہے یعنی اور رسولوں سے بھی کہا گیا تھا اور آپ سے بھی کہا جاتا ہے کہ رب غفار بھی ہے قہار بھی۔ مومنوں پر رحیم کافروں پر قہار۔ ۳۔ کفار کہا کرتے تھے کہ قرآن عربی میں کیوں آیا' کسی اور زبان میں کیوں نہ آیا۔ اس آیت میں ان کے اس سوال کا بہترین جواب ہے۔ ۴۔ یعنی ابھی تو کفار کہتے ہیں کہ قرآن شریف عربی میں کیوں آیا عجمی زبان میں کیوں نہ آیا۔ لیکن اگر عجمی زبان میں آتا تو کہتے کہ تعجب ہے نبی عربی اور کتاب عجمی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بہرحال نہ اب قرآن کو مانتے ہیں نہ پھر مانتے۔ خیال رہے کہ ہمیشہ نبی اپنی قوم کی زبان میں بھیجے گئے اور کتاب نبی کی زبان میں اتاری گئی۔ یہ نہ ہوا کہ نبی کی زبان اور کتاب کی زبان اور' البتہ مرزا قادیانی نبی پنجابی تھے مگر ان کے الہام کبھی انگریزی کبھی اردو میں اور کبھی ایسی زبان میں جو مرزا صاحب خود بھی نہ سمجھ سکیں۔ یعنی دیسی نبی اور ولایتی الہام۔ ۵۔ کہ عربی میں کیوں نہ آئیں جنھیں ہم سمجھتے۔ ہمارے لئے اس کتاب سے کیا فائدہ۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ قرآن اس لئے عربی میں آیا کہ قرآن والا محبوب عربی ہے اور ان کی زبان عربی ۷۔ خیال رہے کہ قرآن کریم ہدایت اور روحانی شفاء تو صرف مومنوں کے لئے ہے مگر داعی الی اللہ اور ظاہری جسمانی بیماریوں سے شفاء سارے عالم کے لئے ہے۔ اس سے دم درود' اس کا تعویذ مومن و کافر دونوں کو شفا بخش ہے جیسا کہ تجربہ ہے ۸۔ کہ دل کے کفر کی وجہ سے قرآن کریم کو قبول کا سننا نہیں سنتے ۹۔ جس کی وجہ سے وہ قرآن کریم میں شک و شبہ ہی کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن سے نفع وہ حاصل کر سکتا ہے جس کے دل میں قرآن والے سے تعلق ہو۔ اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں پھر قرآن سکھاتے ہیں۔ ۱۰۔ یعنی جیسے دور والا پکارنے والے کی آواز سنتا ہے مگر بات نہیں سمجھتا' ایسے ہی یہ لوگ قرآن کی صرف آواز سنتے ہیں' سمجھتے کچھ نہیں' رب کی شان ہے کہ مکہ میں رہنے والا ابوجہل دور تھا اور یمن میں رہنے والے اویس قرنی قریب تھے۔ ۱۱۔ کہ بعض نے مانا' بعض نے نہ مانا۔ ۱۲۔ یعنی ہمارا فیصلہ یہ ہو چکا کہ کفار کو دوزخ کا عذاب بعد قیامت دیا جائے گا لہٰذا ان پر ابھی یہ عذاب نہیں آتا' یا ہمارا قانون یہ ہے کہ اے محبوب تمہاری تشریف آوری کے بعد ان پر غیبی عذاب عام طور پر نہ آئے گا۔ ۱۳۔ اسے جزاء ضرور ملے گی' اگرچہ دوسروں کو بھی اس کا فائدہ پہنچ جاوے۔ لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب کے خلاف نہیں۔ ۱۴۔ بلکہ رب تعالیٰ کفار سے عدل فرمانے والا اور مسلمانوں پر فضل فرمانے والا ہے۔